تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار — لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تحریک خلافت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

جاری کردہ : اقتدار احمد مرحوم — ۱۰ ستمبر ۱۹۹۷ء — مدیر : حافظ عاکف سعید

دفاع پاکستان اور ہماری ذمہ داریاں

پاکستان کی سرزمین ہمارے لئے مسجد کی طرح مقدس اور قابل احترام ہے۔ اس ملک خداداد کی حفاظت ہماری دینی و ملی ذمہ داری ہے۔ پاکستان کا قیام اور اس کی بقاء مشیت خداوندی کے خصوصی مظہر کا مرہون منت ہے۔ بحیثیت مسلمان ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی اصل دفاع کرنے والی طاقت ہے' اگر ہمیں اس کی نصرت و حمایت حاصل ہوگی تو امریکہ اور بھارت سمیت دنیا کی کوئی طاقت بھی ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ ہمیں ملک و ملت کے کھلے اور چھپے دشمنوں کے مکروہ عزائم اور پاکستان کے خلاف ہر قسم کی ممکنہ جارحیت کا منہ توڑ اور دندان شکن جواب دینے کے لئے ہروقت حالت جنگ میں رہنا چاہئے۔ مسلمان بدھ مت کے بھکشو نہیں ہیں کہ جنہیں کسی بھی حالت میں مزاحمت اور جوابی کارروائی کی اجازت نہیں ہوتی!

قومی سلامتی اور ملکی دفاع کے تقاضوں سے عہدہ براء ہونے کے لئے ہمیں اپنے دیرینہ دوست اور عظیم ہمسایہ ملک چین سے دفاعی تعاون کا معاہدہ کرنا چاہئے۔ ہماری خوش قسمتی ہے کہ اس نے پاکستان کو ایٹمی ٹیکنالوجی سے بھی بہرہ مند کر رکھا ہے۔ ہماری اس ایٹمی صلاحیت سے دوست و دشمن سب ہی آگاہ ہیں' چنانچہ ملک کے ایٹمی پروگرام پر کسی قسم کے دباؤ کو قطعاً قبول نہ کیا جائے۔ پاکستان کی حفاظت اور دفاع ہمارے ایمان کا تقاضا ہے جس سے غفلت برتنا دین و ملت کی بنیادوں پر حملہ کرنے کے مترادف ہے۔ مادی اسباب و وسائل کی اہمیت مسلمہ ہے مگر دفاعی تیاریوں کے ساتھ ساتھ ہمیں اپنے انفرادی اور اجتماعی طرز عمل کا بھی جائزہ لینا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت حاصل کرنے کا یقینی ذریعہ اللہ کے دین کا قیام و نفاذ ہے مگر ہم نے دو قومی نظریئے کو عملی جامہ پہنانے کی بجائے اللہ تعالیٰ کے باغیوں اور اپنے اعلانیہ دشمنوں سے دوستیاں استوار کر رکھی ہیں۔ ہم نے اسلام دشمن' سامراجی طاقتوں کو اپنا ملک و مختار مان کر ان کے ایجنٹوں کی حیثیت اختیار کرلی ہے۔ ملک کے حکمران آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک جیسے اداروں سے سودی قرضوں کے حصول کے لئے کشکول لئے دوڑتے نظر آتے ہیں۔ اب ہمیں ایک زندہ اور خود مختار قوم کی حیثیت سے خود انحصاری کی پالیسی اپنانے کا دوٹوک فیصلہ کرنا چاہئے۔ غیر ملکی امداد اور بیرونی قرضے ملکی سلامتی اور خود مختاری کے لئے سب سے بڑا خطرہ ہیں۔ وطن کے حقیقی دفاع کے لئے پاکستان کو اسلامی ریاست بنانے کے لئے خلافت کا نظام رائج کریں اور فوری طور پر سودی نظام کا خاتمہ کرکے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ بندی کا اعلان کریں۔ ملت اسلامیہ پاکستان اگر آج بھی اپنے خالق و مالک سے کئے گئے عہد کو پورا کرنے پر آمادہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے خزانے تو ہمارے منتظر ہیں' دیر تو خود ہماری جانب سے ہے۔

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو — اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

(۶ / ستمبر ۹۱ء مسجد دارالسلام باغ جناح لاہور میں امیر تنظیم اسلامی کے خطاب جمعہ کا اقتباس)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جنرل (ر) محمد حسین انصاری

ہوش میں آ

ایک مقامی اخبار میں ۲۷/ اگست ۱۹۹۷ء کو شائع ہونے والی کچھ خبریں قارئین کے پیش خدمت ہیں۔ یہ اخبار نہ تو کسی ذاتی وابستگی کی آڑ میں منتخب کیا گیا ہے اور نہ ہی یہ تاثر دینا مقصود ہے کہ صرف یہی اخبار مصدقہ خبریں شائع کرتا ہے۔ فی الحقیقت تمام اخبارات "جرم و سزا" کے عنوان سے قارئین کو اطلاعات بہم پہنچاتے ہیں اور یہ محض حسن اتفاق ہے کہ اس روز مذکورہ روزنامے میں چھپنے والی بعض خبروں نے ذہن و قلب کو دکھی کر دیا' پریشان کن تلاطم برپا ہوا اور کافی دیر تک خیالات و تخیلات گہری سوچ میں ڈوبے بنتے بگڑتے رہے۔ آج بھی وہی کیفیت دل و دماغ پر چھائی ہے۔ سوچا کہ اسے آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے اپنا دکھ بانٹ لیا جائے' اس لئے نہیں کہ آپ کو اذیت دینا مقصود ہے بلکہ اس لئے کہ بھلائی کی راہ تلاش کرنے میں آپ کی توجہ غالباً زیادہ موثر ثابت ہو گی اور یوں دنیا و آخرت میں کامیابی کے امکانات روشن ہوتے چلے جائیں گے۔

خبریں یہ تھیں۔ "شوہر اور مطلقہ بیوی کے مابین باقاعدہ طور پر دیئے ہوئے ۵ مرلے کے پلاٹ کی واپسی کے تنازعے میں دو بیٹوں نے اپنی سگی ماں کو قتل کر دیا اور اپنی سگی غیر شادی شدہ بہن کو شدید زخمی کر دیا"۔ شوہر اور بیوی کے مابین تنازعے کے حقائق سے قطع نظر اس لمحے کو تصور میں لائیے جب محنت مزدوری کرتے ہوئے پیٹ پالنے والی ۵۰ سالہ عورت کے پیٹ میں ایسے دو نوجوان چھری گھونپ رہے ہوں گے جنہیں اس عورت نے جنم دیا تھا اور اسی ماں کی منت سماجت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اسے قتل کر دیا۔ ایسے ہی دل خراش واقعہ کی ایک اور شکل ملاحظہ فرمایئے۔ "زبردستی سکول بھیجنے پر ۱۴ سالہ بیٹے نے درانتی مار کر ماں کو زخمی کر دیا"۔ بیٹے کی نظر میں سگی ماں کا ناقابل معافی جرم یہی تھا کہ وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس کا بیٹا جاہل رہے۔ ماں نے جب اپنے بیٹے کو زبردستی سکول بھیجنا چاہا تو بیٹے نے ماں کا کام صاف کرنے کو درانتی سے حملہ کر دیا۔ بیچاری ماں صرف اس لئے بچ گئی کہ مرنا ابھی اس کے مقدر میں نہیں تھا۔ ایک اور اندوہ ناک خبر پر غور کیجئے۔ "غربت سے تنگ آ کر ماں نے اپنے تین بیٹوں اور دو بیٹیوں کو چھری سے ذبح کر دیا۔ بڑے بیٹے کی عمر نو سال اور سب سے چھوٹے بیٹے کی عمر سولہ دن تھی"۔ ڈاکٹروں کی رپورٹ نے واضح کر دیا کہ وہ بدنصیب ماں پاگل نہیں اور نہ ہی اس کا گھناؤنا فعل کسی لاعلمی کا نتیجہ ہے۔ ماں نے کھلے دل سے اپنے جرم کا اعتراف کرتے ہوئے کہا کہ وہ تو خود اپنے کو اس کی سزا دینا چاہتی تھی مگر کوشش کے باوجود اس کے اپنے ہاتھوں چھری گلے پہ صحیح طور پر نہ چل سکی۔ تصور میں لایئے غربت کا وہ پہاڑ جو ماں نے اپنی ممتا پہ رکھ کر باری باری اپنے پانچ بچوں کو چھری سے ذبح کیا ہو گا۔ کیا اس گناہ کا بوجھ صرف اس بدنصیب ماں پر ہے؟ نہیں' پورے معاشرے پر ہے۔ اب چند اور خبریں خاطر میں لایئے۔ "تھانے میں بیٹی کے سامنے باپ کو برہنہ کرتے ہوئے اسے اپنی بیٹی کو گود میں بٹھانے پر مجبور کیا گیا تو باپ دیوار سے ٹکریں مار مار کر بے ہوش ہو گیا"۔ "شادی شدہ خاتون نے گھریلو ناچاقی کی بنا پر زہر پی کر خودکشی کر لی"۔ "خاوند نے اپنے ساتھی کے ہمراہ کلہاڑیوں سے حملہ کر کے اپنی بیوی کا بایاں بازو الگ کر دیا اور اس کی ٹانگ کا کافی حصہ کاٹ دیا"۔ بیوی کا قصور یہ تھا کہ اس نے خاوند کے خلاف سول عدالت میں تنسیخ نکاح کا دعویٰ کر رکھا ہے۔ "نامعلوم افراد نے تیز دھار آلے سے شادی شدہ خاتون کو قتل کر دیا"۔ "تین بچوں کے باپ نے تنگ دستی سے پریشان ہو کر گلے میں پھندا ڈال کر خودکشی کر لی"۔ "ٹھیکیدار نے مزدور کا گلا دبا کر ہلاک کر دیا"۔ "داماد نے ساس کو گلے میں پھندا ڈال کر موت کے گھاٹ اتار دیا"۔ "چارہ کاٹنے کے تنازع پر گولی مار کر کاشت کار کو قتل کر دیا"۔ "مخالف فریق کی حمایت کرنے پر نوجوان کو گولی مار کر زخمی کر دیا"۔ "جنونی شخص نے سوتیلے بھانجے کو قتل کر دیا اور بہنوئی کی شہ رگ کاٹ دی"۔ "چھ سالہ بچی کوسٹر کی زد میں آ کر جاں بحق"۔ "ایمبولینس نے سڑک عبور کرتی کمسن بچی کو کچل کر ہلاک کر دیا"۔ "نامعلوم نوجوان کی مسخ شدہ لاش برآمد"۔ "ڈاکوؤں نے فیصل آباد سے راولپنڈی جانے والی بس لوٹ لی"۔ "کوٹ ادو سے لاہور آنے والی بس الٹ گئی۔ ایک ہلاک' دس زخمی"۔ "ساڑھے نو ہزار روپے رشوت لینے والے ڈاکٹر اور ڈسپنسر کے خلاف مقدمہ درج"۔ "دس ہزار روپے رشوت لینے پر تھانیدار کے خلاف مقدمہ درج"۔ "پشاور سے آنے والی ویگن کا مسافر چرس برآمد ہونے پر گرفتار"۔ "ترقی کی خاطر تھانیدار نے کئی بے گناہ جیل بھیج دیئے"۔ "شادی شدہ عورت اغوا"۔ "رکشہ ڈرائیور نے میٹرک کی طالبہ کو اغوا کر لیا"۔

یہ تھیں ایک روز کی خبریں۔ ایسی ہی دلسوز خبریں ہر روز شائع ہوتی ہیں جنہیں پڑھ کر دل جلنے کے علاوہ ایک ہی صدا بے ساختہ نکلتی ہے "پاکستانی بھائی ہوش میں آ"۔ تیرے وطن عزیز کے حالات دن بدن بگڑتے چلے جا رہے ہیں۔ ان کا اب بھی چارہ نہ ہوا تو قانون قدرت لاگو ہو کر رہے گا۔ وہ کونسا شعبہ زندگی ہے جسے "نارمل" کہا جا سکے بلکہ یوں کہا جائے کہ زندگی کا کونسا حصہ ہے جو اجیرن نہیں۔ قارئین کرام اس کتھا کے بیان کرنے کا معاملہ حکومت کے خلاف استغاثہ دائر کرنا نہیں بلکہ یہ تو قدرت کا استغاثہ ہے پوری قوم کے خلاف' ہم سب کے خلاف اور ہم میں سے ہر ایک کے خلاف۔ امت مسلمہ ہونے کے ناطے ہر مرد و زن کی دہری ذمہ داری ہے' انفرادی اور اجتماعی۔ انفرادی ذمہ داری کے بارے میں ہر شخص بہتر جانتا ہے۔ بظاہر کوئی تسلیم کرے یا نہ کرے اندر خانے خوب جانتا ہے اور صحیح جانتا ہے' البتہ اجتماعی ذمہ داری کے بارے میں واضح شواہد کی بنا پر یہ الزام درست ہے کہ ہم من حیث القوم دیانت دار سربراہ حکومت تلاش کرنے میں ناکام رہے ہیں اور اسی کوتاہی کی سزا بھگت رہے ہیں اور بھگتتے رہیں گے جب تک اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی تعمیل نہیں کرتے کہ زمام حکومت ان لوگوں کے حوالے کرنی چاہئے جو اس کے اہل ہوں۔

اداریہ

عاکف سعید

شکر گزاری یا کفرانِ نعمت؟

اگست کا تقریباً پورا مہینہ ملک کے طول و عرض میں قیام پاکستان کی گولڈن جوبلی تقریبات کی ہما ہمی رہی۔ مملکت خداداد پاکستان جو دنیا کے دیگر ممالک میں ایک نوزائیدہ مملکت شمار ہوتی ہے' اب قمری ہی نہیں شمسی اعتبار سے بھی اپنی عمر کے پچاس برس مکمل کر چکی ہے۔ ع یہ نصف صدی کا قصہ ہے' دو چار برس کی بات نہیں! اگرچہ "کہ انتظار تھا جس کا یہ وہ سحر تو نہیں" کے مصداق پچاس سال قبل پاکستان کے نام سے جو ریاست زمین کے نقشے پر ظاہر ہوئی تھی وہ اس پاکستان سے مختلف تھی جس کی آج ہم گولڈن جوبلی منا رہے ہیں' کہ اس کا آبادی کے لحاظ سے ایک بڑا حصہ ربع صدی قبل ہم سے جدا ہو گیا تھا' لہٰذا اس حوالے سے ہمیں الفاظ قرآنی کے مطابق کہ "چاہئے کہ یہ لوگ ہنسیں کم اور روئیں زیادہ" اس موقع پر خوشی کے شادیانے بجانے سے زیادہ اپنی خود احتسابی کرنے' اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں پر ناقدانہ نگاہ ڈالنے اور آئندہ اصلاح احوال کے لئے ایک نئے عزم اور جذبے کے ساتھ درست راہ عمل اختیار کرنے کی جانب توجہ کرنی چاہئے تھی۔ پچاس سال کے عرصے میں ہمیں بحیثیت قوم اتنا بالغ نظر ہو جانا چاہئے کہ ہم جذبات کو ایک طرف رکھتے ہوئے سنجیدہ انداز میں اپنے ماضی کا بے لاگ جائزہ لے کر مستقبل کے لئے معقول منصوبہ بندی کر سکیں۔ گو بعض قومی روزناموں میں اس حوالے سے بعض سنجیدہ تحریریں بھی پڑھنے کو ملیں لیکن ان کا تناسب دیگر مضامین کے مقابلے میں اتنا کم تھا کہ ان کی اثر پذیری کا دائرہ نہایت محدود رہا۔

قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کی معجز نما کتاب ہے جس میں ایک حدیث مبارکہ کی رو سے 'گزری ہوئی قوموں کے حالات و واقعات کا تذکرہ بھی موجود ہے' آنے والے حالات کے بارے میں خبریں بھی ہیں اور مسلمانوں کے باہمی نزاعی معاملات کا فیصلہ اور حل بھی موجود ہے۔ قرآن حکیم میں جہاں انسانی نفسیات اور مزاجی ساخت کے اعتبار سے مختلف انسانی طبائع کی نقشہ کشی بڑی جامعیت کے ساتھ کی گئی ہے وہاں مختلف اقوام اور ان کی اجتماعی نفسیات کا تذکرہ بھی مختلف اسالیب میں ملتا ہے۔ سورۃ الانفال کی آیت نمبر ۲۶ پر اگر ہم نگاہ ڈالیں تو یوں لگتا ہے کہ یہ خاص پاکستانی قوم ہی کے لئے نازل ہوئی ہے۔ قیام پاکستان کے وقت مسلمانان ہند کو جن حالات سے سابقہ تھا' ان کو ذہن میں رکھتے ہوئے اس آیت کا مطالعہ کریں تو انسان دنگ رہ جاتا ہے کہ شاید اس آیت میں انہی حالات کا ذکر ہے اور اس میں تمام تر خطاب براہ راست مسلمانان پاکستان ہی سے ہے۔ آیت کا ترجمہ ملاحظہ فرمایئے :

"اور ذرا یاد کرو اس وقت کو جب تم تعداد میں کم (یعنی اقلیت میں) تھے' تم زمین میں مغلوب پڑے ہوئے تھے' تم ڈرتے تھے کہ کہیں لوگ تمہیں اچک نہ لیں (مٹا نہ دیں)۔ پھر اللہ نے تم کو جائے پناہ مہیا کر دی اور اپنی مدد سے تمہارے ہاتھ مضبوط کئے اور تمہیں عمدہ رزق عطا کیا تاکہ تم شکر کرو"۔

آیئے کہ اس آیت مبارکہ کی روشنی میں ہم اپنا جائزہ لیں کہ کیا یہ صحیح نہیں ہے کہ تقسیم سے قبل ہم ہندو کے مقابلے میں اقلیت میں تھے اور ہندو اپنی عددی اکثریت کے بل بوتے پر ہر میدان میں ہمارا استحصال کر رہا تھا۔ چنانچہ ہماری حیثیت ایک مغلوب قوم کی سی تھی۔ مسلمانوں کے لئے قافیہ حیات تنگ کر دیا گیا تھا' ہندو کے مقابلے میں مسلمانوں کے لئے ترقی کے مواقع نہایت محدود بلکہ مسدود تھے' معیشت کے میدان میں ہندو کی کامل اجارہ داری تھی اور مسلمان بالکل بے بس اور لاچار تھا۔ اور کیا یہ درست نہیں ہے کہ ہمیں اندیشہ تھا کہ ہندو ہمارے دینی و مذہبی تشخص کو ختم کرنے پر تلا ہوا ہے اور مسلمانوں کو حرف غلط کی طرح مٹا دینا چاہتا ہے جیسا کہ آج بھی ہندوستان کا مسلمان اسی اذیت ناک صورتحال سے دوچار ہے ____ ان حالات میں اللہ کی رحمت کو جوش آیا اور اس نے ہمیں معجزانہ طور پر' ہماری خصوصی نصرت فرماتے ہوئے ارض پاکستان کی صورت میں ایک نہایت عمدہ جائے پناہ اور ٹھکانہ مہیا فرما دیا ____ اور ایک ایسا خطہ زمین ہمیں عطا فرمایا جو ہر طرح کے وسائل رزق سے مالا مال تھا ("اور تمہیں عمدہ رزق عطا کیا") ____ اللہ کے اس احسان عظیم کا نتیجہ کیا ہونا چاہئے تھا؟ ____ "تاکہ تم اللہ کے شکر گزار بنو" ____ شکر صرف زبان ہی سے نہیں ہوتا' اعضاء و جوارح سے بھی ہوتا ہے۔ اور شکر کی تکمیل اس وقت ہوتی ہے جب انسان اپنے قول و عمل سے ثابت کرے کہ وہ اپنے محسن کا وفادار اور تابع فرمان ہے۔

ہم اگر اپنے پچاس سالہ ماضی پر اس پہلو سے نگاہ دوڑائیں کہ ہم نے اللہ کی شکر گزاری کی روش اختیار کی یا ناشکری اور ناقدری کی راہ پر چلتے رہے تو ہم لازماً اسی نتیجے پر پہنچیں گے کہ اس آزمائش میں ہم قطعی ناکام ثابت ہوئے۔ اللہ کے شکر گزار اور وفادار بندے تو ہم کیا بنتے' پچھلے پچاس سال ہم نے بحیثیت قوم وہ طرز عمل اختیار کئے رکھا جو اللہ اور اس کے دین کے غداروں اور باغیوں کا ہوتا ہے۔ ہمارے اس کفران نعمت اور باغیانہ طرز عمل کا وہی نتیجہ نکلا جو نکلنا چاہئے تھا۔ قیام پاکستان کے ربع صدی کے بعد عذاب خداوندی کا ایک بھرپور کوڑا سقوط مشرقی پاکستان کی صورت میں ہماری پیٹھ پر برس چکا ہے لیکن ہم نے اس "تازیانہ عبرت" سے کوئی سبق حاصل نہ کیا ____ اور اب مزید ربع صدی گزرنے کے بعد اللہ کی سنت ثابتہ "وان عدتم عدنا" (ترجمہ : "اگر تم نے پھر وہی روش اختیار کی تو ہم بھی تمہارے ساتھ پھر وہی سلوک کریں گے") کے مطابق پھر عذاب کے دہانے تک پہنچ چکے ہیں ____ بھاری بھرکم مینڈیٹ کے ہوتے ہوئے بھی بظاہر نہایت مستحکم حکومت حالات کے ریلے کے مقابلے میں بے بس اور لاچار نظر آتی ہے' پچھلے چھ ماہ کے دوران وقفے وقفے سے اٹھنے والی فرقہ وارانہ قتل و غارت گری اور دہشت گردی کی لہروں نے پورے ملک میں امن و سکون تہہ بالا کر دیا ہے' گرانی اور مہنگائی کے سیلاب کے آگے بند باندھنے میں حکومت ناکام ثابت ہوئی ہے۔ سفید پوش طبقے کے لئے جینا عذاب ہو گیا ہے۔ آٹے کے ایک عارضی بحران نے مستقبل کے عذاب کی جو ہلکی سی جھلک دکھائی تھی اس کے تصور سے روح کانپتی ہے کہ ؎

یہ ڈرامہ دکھائے گا کیا سین
پردہ اٹھنے کی منتظر ہے نگاہ

ہمارا المیہ یہ ہے کہ اصلاح احوال کے ضمن میں ہمارا طبقہ دانشور اور ہمارے سیاسی پنڈت ہر دوسری تجویز کو سننے اور ہر مشورے پر کان دھرنے کے لئے تیار ہیں سوائے اس "ان کہی" کے کہ جو ہمارے دکھوں کا اصل مداوا اور ہمارے مسائل کا واقعی حل ہے۔ یعنی اپنے رب اور اپنے دین سے عہد وفاداری از سر نو استوار کرنا اور اس کے عملی مظہر کے طور پر نظام خلافت کے غلبہ و قیام کے لئے بھرپور اجتماعی جدوجہد کرنا ____ مسلمانان پاکستان کے لئے اللہ کی رحمت اور نصرت کے حصول کا یہی واحد ذریعہ ہے۔ اللھم وفقنا لھذا OO

۱۹۶۲ء کے آئین میں صدر کو وہی حیثیت دی گئی تھی جو فیصل آباد میں گھنٹہ گھر کو حاصل ہے

اداروں کو مضبوط کرنے کی بجائے ذاتی اقتدار کو مستحکم کرنے کی کوشش سیاسی بحرانوں کو جنم دیتی ہے

جنرل ضیاء الحق نے کہا آئین کیا ہے، کاغذات کا ایک پلندہ، جب چاہوں پھاڑ کر پھینک دوں!!

پاکستان میں آئین سازی کی تاریخ کا ایک بے لاگ جائزہ۔ از مرزا ایوب بیگ، لاہور

پاکستان میں آئین سازی کی تاریخ ناقابل رشک ہی نہیں شرمناک بھی ہے۔ 1947ء میں قائم ہونے والے پاکستان کی سرزمین 9 سال تک بے آئین رہی۔ 1956ء میں چودھری محمد علی جو روایتی سیاست دان نہیں تھے کے دور میں ملک کا پہلا آئین بنا۔ یوں 9 سال تک امور مملکت کو 1935ء کے ایکٹ آف انڈیا اور اس میں بعد ازاں کی گئی ترامیم کے تحت گھسیٹا گیا۔ اس دوران تین وزرائے اعظم اور تین گورنر جنرلز کے عہد گزر چکے تھے۔ اس آئین کی عمر عزیز ابھی بمشکل دو سال ہوئی ہو گی کہ اس وقت کے پاک فوج کے سربراہ جنرل محمد ایوب خان نے حکومت کا تختہ الٹ دیا۔ آئین منسوخ کر دیا اور تمام اسمبلیاں توڑ دیں لیکن ان دو سالوں میں اس آئین نے چار وزرائے اعظم بھگتا دیئے اور اسی حکومتی عدم استحکام کو فوجی جرنیل ایوب خان نے اپنے انتہائی قدم کا جواز بنایا۔ چار سال تک جرنیلوں کی حکومت مارشل لاء آرڈیننسوں کے سہارے چلتی رہی۔ 1962ء میں فوجی آمر نے قوم کو ذاتی آئین دیا جس میں عوام کو بتایا گیا کہ وہ ابھی مکمل جمہوریت کے اہل نہیں ہیں لہٰذا فی الحال ان کو حکومت سازی کا حق بلاواسطہ نہیں دیا جا سکتا اور بنیادی جمہوریت کا نیا نظام (Basic Democratic System) متعارف کروایا گیا جو بی ڈی سسٹم کے نام سے مشہور ہوا۔ ملک میں صدارتی نظام رائج کر دیا گیا۔ جس کی رو سے یہ طے کیا گیا کہ عوام پاکستان بھر سے 80 ہزار کونسلرز منتخب کریں گے جن کی تعداد بعد ازاں بڑھا کر ایک لاکھ بیس ہزار کر دی گئی۔ عوام کے یہ منتخب شدہ کونسلرز الیکٹرول رولز (Electrol Rolls) کی صورت اختیار کریں گے اور صدر اور اسمبلیوں کے ممبران ان کے ووٹ سے منتخب ہوں گے۔ 1962ء کے آئین کی خاص بات اس پر وہ تبصرہ تھا جو کسی دل جلے نے کیا تھا کہ اس آئین میں صدر کی وہی حیثیت ہے جو لائل پور (فیصل آباد) میں گھنٹہ گھر کی ہے یعنی تمام اختیارات ایک فرد کی ذات میں جمع ہو گئے بلکہ آئین سازی کا سارا عمل ہی محض ایک شخصیت کو سامنے رکھ کر کیا گیا اور اداروں کی بجائے فرد کو مستحکم کرنے پر سارا زور صرف ہوا۔ پاکستان کا تیسرا باقاعدہ آئین اگست 1973ء میں بنا۔ اس آئین کی یہ خوبی تھی کہ ملک کی تمام سیاسی جماعتوں نے جو قومی اسمبلی میں موجود تھیں، اسے متفقہ طور پر منظور کیا تھا اور اس پر اپنے دستخط ثبت کئے تھے۔ یقیناً یہ اس وقت کی حکومت کا ایک بہت بڑا کارنامہ تھا اور شاید اسی قومی اتفاق کی برکت ہے جو اس آئین کی بنیاد میں موجود ہے یہ آئین انتہائی نازک اور مشکل مراحل سے گزرتا ہوا آج 24 سال بعد بھی کسی قدر بدلی ہوئی شکل وصورت کے ساتھ بہرحال موجود ہے۔ حالانکہ ان چوبیس سالوں میں گیارہ سالہ آمریت کا بدترین دور بھی گزرا ہے۔ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ جنرل ضیاء الحق نے جب مارشل لاء نافذ کیا تو کل آئین کو بیک جنبش قلم منسوخ کرنے کی بجائے آئین کی دفعہ 6(1) کو وقتی طور پر معطل کر دیا تھا تاکہ حکومت کا تختہ الٹنے کے قدم کو چیلنج نہ کیا جا سکے۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کا یہ آئین جو 1973ء کے آئین کے نام سے بھی موسوم ہے، اس کی خاص بات یہ تھی کہ تمام ملکی قوانین کو دس سال کے عرصہ میں اسلامی ڈھانچے میں ڈھال دیا جانا لازم قرار دیا گیا تھا۔ اس آئین میں 24 سال میں چودہ ترامیم کی جا چکی ہیں۔ ان میں سے نصف یعنی سات ترامیم اس آئین کے خالق ذوالفقار علی بھٹو نے خود کیں اور اپوزیشن کے تمام تر اعتراضات کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے کیں، جس سے آئین میں موجود اتفاق رائے کی روح بری طرح مجروح ہوئی۔ ان تمام ترامیم کا لب لباب بھی ذاتی اقتدار کی طوالت اور استحکام تھا۔ جب کہ ایک معین فرد کے مفادات کو پیش نظر رکھ کر کی گئیں۔ اس کا بھی نتیجہ یہی نکلا کہ فرد ظاہری اور وقتی طور پر مضبوط ہوا اور ادارے کمزور اور غیر مستحکم ہوئے۔ بقایا نصف ترامیم آئین کے خالق کے دشمن عناصر نے کیں لیکن لطف کی بات یہ ہے کہ بھٹو دور کی ترامیم اور وہ ترامیم جو بھٹو کو پھانسی دینے یا دلوانے والوں نے کیں، حصول مقاصد کے اعتبار سے ایک جیسی تھیں۔

1973ء کے آئین پر بدترین وقت بھی ضیاء الحق کا گیارہ سالہ دور ہی تھا جب کہ ملک کی تمام سیاسی جماعتوں کے متفقہ منظور شدہ آئین کو ایک باوردی شخص کے حوالے کر دیا گیا اور المیہ یہ ہے کہ فرد واحد کو یہ اختیار نظریہ ضرورت کے تحت عدالت نے دے دیا کہ وہ جب چاہے جیسی چاہے اس مظلوم آئین میں ترامیم کر سکتا ہے۔ ضیاء الحق نے کہا آئین کیا ہے کاغذات کا پلندہ، جب چاہوں پھاڑ کر پھینک دوں۔ لہٰذا انہوں نے اپنے دور حکومت میں چار عدد بھرپور ترامیم کیں جس میں بدنام زمانہ آٹھویں ترمیم بھی شامل تھی جس کے تحت صدر کو یہ اختیار حاصل ہو گیا کہ وہ جب مناسب سمجھے قومی اسمبلی کو تحلیل کر دے۔ اس شق سے انہوں نے اور بعد میں آنے والے صدور نے بھرپور فائدہ اٹھایا۔ موجودہ حکومت نے برسر اقتدار آتے ہی ایک آئینی ترمیم کے ذریعے اس شق کا خاتمہ کر دیا ہے۔ جس سے صدر کو یہ اختیار حاصل تھا کہ وہ قومی اسمبلی کو توڑ سکتا تھا یا گورنروں کو یہ اجازت دے سکتا تھا کہ وہ صوبائی اسمبلیاں توڑ دیں۔ اس طرح گو آئین کی پارلیمانی شکل واضح ہو گئی اور آئین پارلیمانی اور صدارتی نظاموں کا ملغوبہ نہ رہا۔ لیکن تیرھویں اور چودھویں ترامیم جو حال ہی میں کی گئیں ہیں ان کو اگر باہمی طور پر ملا کر پڑھا جائے تو ہر شخص آسانی سے یہ نتیجہ اخذ کرے گا کہ یہاں بھی معاملہ ذاتی اقتدار کے نہ صرف استحکام کا ہے بلکہ واضح طور پر یہ کوشش ہے کہ دو تہائی اکثریت کی بنا پر تمام اختیارات کو وزیراعظم کی ذات میں جمع کر دیا جائے۔ تیرھویں ترمیم کے مطابق صدر اور گورنر اب اسمبلیاں برخاست نہیں کر سکتے۔ صدر صوبوں کے گورنر مقرر نہیں کر سکتا بلکہ وہ وزیراعظم کے مشوروں کا پابند ہے۔ صدر مسلح افواج کا سربراہ مقرر نہیں کر سکتا بلکہ اسے وزیراعظم کے مشورے پر لازماً سر ہلا دینا ہو گا۔ اور

چودھویں ترمیم کے مطابق تمام اسمبلی ممبران کی ذاتی حیثیت ختم کردی گئی ہے اب وہ ہر ہر لحاظ سے پارٹی کے سربراہ کے ماتحت ہیں ان سے اختلاف رائے کا حق چھین لیا گیا۔ ان کے لئے تمام وہ راستے مسدود کردیئے گئے ہیں جن سے وہ اپنے ضمیر کی آواز ایوان تک یا عوام تک پہنچا سکیں۔ ڈسپلن کے نام پر ان کے ضمیر پر پہرہ بٹھا دیا گیا ہے۔ عدم اعتماد جو جمہوری پارلیمانی نظام کا بہرحال حصہ ہوتا ہے اس کو بھی قریب قریب ناممکن بنا دیا گیا ہے اور پارٹی لیڈر ہی کیونکہ ہمارے ہاں لیڈر آف ہاؤس یعنی وزیراعظم ہوتا ہے لہٰذا صدر کے تمام اختیارات تیرھویں ترمیم کے ذریعے وزیراعظم کو منتقل ہوگئے ہیں اور چودھویں ترمیم کے ذریعے ممبران اسمبلی کو وزیراعظم کے ذاتی غلاموں کی حیثیت دے دی گئی ہے لہٰذا ہمارا آئین ایک بار پھر وزیراعظم کا طواف کر رہا ہے۔ چودھویں ترمیم کرنے کی وجہ یہ بتائی گئی تھی کہ اس کا مقصد اسمبلی میں لوٹا ازم کو ختم کرنا ہے لیکن جس انداز سے اسے ختم کیا گیا ہے اس کو ایک اخباری کارٹون میں بہت عمدہ انداز میں پیش کیا گیا ہے جس میں نواز شریف کو ایک جادوگر کے روپ میں دکھایا گیا ہے۔ وہ میز پر پڑے ہوئے ایک لوٹے پر چودھویں ترمیم کا ڈھکنا رکھ کر اٹھاتے ہیں تو لوٹے کی بجائے چمچہ برآمد ہوتا ہے۔ اس ترمیم کے ذریعے ممبر اسمبلی کے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے گئے ہیں۔ اس کی ممبر شپ کا انحصار ہر آن لیڈر آف دی ہاؤس یا پارٹی لیڈر (جو ہمارے ہاں اکثر و بیشتر ایک ہی شخصیت ہوتی ہے) کے راضی یا ناخوش ہونے پر ہے۔

آئینی لحاظ سے ہم تاریخ سے یا تاریخ ہم سے عجیب و غریب مذاق کر رہی ہے۔ موجودہ وزیراعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف پاکستان پیپلز پارٹی کے بانی چیئرمین ذوالفقار علی بھٹو کے بدترین دشمن اور ضیاء الحق کے بہترین دوست شمار کئے جاتے ہیں اور وہ اس کا علی الاعلان اعتراف بھی کرتے ہیں لیکن میاں نواز شریف نے تیرھویں اور چودھویں ترامیم کے ذریعے ضیاء الحق کی کی گئی ترامیم کو ایک طرح سے ختم کردیا ہے اور آئین کو وہ شکل دے دی ہے جو ان کے دشمن ذوالفقار علی بھٹو نے اپنے دور میں سات ترامیم کرکے دی تھی اور اس کے ساتھ ساتھ وہ ضیاء الحق کے مشن کو جاری رکھنے کا اعلان بھی کئے جا رہے ہیں اور بھٹو کو پاکستان کا دشمن بھی قرار دیئے جا رہے ہیں۔ یہ محض کوئی اتفاق نہیں ہے بلکہ اجتماعی طور پر ہماری قومی سوچ کا مظہر ہے۔ جس طرح ہمارا ہر تاجر راتوں رات امیر ہونا چاہتا ہے، جس طرح ہمارا ہر افسر اپنے دفتر میں فرعون بن کر بیٹھنا چاہتا ہے اور جس طرح ہمارا مزدور بغیر کام کے دیہاڑی حاصل کرنا چاہتا ہے جس طرح ہمارا کلرک بابو بن کر دفتر میں ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھنا اور وقت گزارنا چاہتا ہے اور جس طرح ہمارا صنعتکار مزدور کا استحصال کرکے اور قوم کا خون چوس کر ملک بھر کی دولت سمیٹ لینا چاہتا ہے اسی طرح ہمارے سیاسی لیڈر جن کا مطمح نظر صرف اور صرف اقتدار ہوتا ہے جب اقتدار حاصل کرلیتے ہیں تو وہ اسے زندگی بھر کی خواہشات کے حصول کا ذریعہ بنانا چاہتے ہیں اور ان کی نگاہ اپنی ذات سے آگے کبھی نہیں بڑھتی۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی ذات میں اختیارات کو مرتکز کرتے ہیں، دولت کے انبار لگاتے ہیں تاکہ ان کا اقتدار مضبوط بھی ہو اور اسے دوام بھی مل جائے۔ اے کاش ہمارے سیاسی لیڈر جو اٹھتے بیٹھتے جمہوریت کا ورد کرتے ہیں جمہوریت کی اصل روح کو سمجھیں۔ جمہوریت کی مضبوطی اور پائیداری اداروں کے استحکام میں مضمر ہے۔ افراد کی حیثیت راہ گیروں کی سی ہے۔ اداروں کی بجائے خود کو مستحکم کرنے کی کوشش ہمارے ہاں سیاسی بحرانوں کو جنم دیتی ہے اور ہر مرتبہ حکومت کی تبدیلی امن و امان اور صنعت و تجارت پر قیامت ڈھاتی ہے۔ چند سال ہوئے تخریب کاروں نے 10 ڈاؤننگ سٹریٹ لندن میں بم رکھ دیا جس نے عین اس وقت پھٹ جانا تھا جب کہ کابینہ کا اجلاس ہو رہا ہوتا لیکن بم وقت سے پہلے تلاش کرلیا گیا۔ کسی نے وزیراعظم سے پوچھا کہ اگر ساری کابینہ بمع آپ کے ہلاک ہو جاتی تو ملک کا کیا بنتا۔ انہوں نے حیران ہو کر کہا ملک کا کیا بننا تھا پارلیمنٹ کا فوری طور پر اجلاس ہوتا نئی حکومت چن لی جاتی۔ یقیناً یہ اداروں کے استحکام کا نتیجہ ہے۔ ہمارے ہاں جمہوریت صرف اس کو یاد ہوتی ہے جسے ووٹ مل جائیں یا ملنے کی توقع ہو اور وہ اپنی حکومت کے استحکام کو جمہوریت کا استحکام قرار دے دیتا ہے۔ ہماری موجودہ حکومت بھی مقننہ کو بے دست و پا بلکہ معذور اور اپاہج بنا چکی ہے۔ عدلیہ سے جنگ عروج پر ہے۔ باقی رہ گئے ہم ہی ہم، اسی کا نام پاکستان ہے! اللہ اللہ خیر سلا۔

انتقال پر ملال

انجینئر نوید احمد کے والد محترم کا 22/ اگست کو قضائے الٰہی سے انتقال ہو گیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون رفقاء و احباب سے مرحوم کی مغفرت کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (آمین)

ضرورت گردہ

رفیق تنظیم اسلامی ظفر اقبال صاحب (بلڈ گروپ +B) کے لئے گردے کی اشد ضرورت ہے۔ ظفر صاحب لاہور میں اتفاق ہسپتال کے مردانہ میڈیکل وارڈ میں داخل ہیں ان کا بیڈ نمبر 5 ہے

برائے رابطہ : حبیب الرحمٰن فون 6667874، وسیم احمد فون : 6667586

اطلاعات و اعلانات

تنظیم اسلامی کی توسیعی مجلس مشاورت کا اجلاس ۱۱ ستمبر بروز جمعرات صبح نو بجے تنظیم کے مرکزی دفتر ۶۷۔ اے علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور میں منعقد ہوگا اور نماز ظہر تک جاری رہے گا۔ تنظیم اسلامی کے رفقاء کو اس نشست میں اظہار خیال کی عام اجازت ہوگی۔

○ ○ ○

تنظیم اسلامی کی مرکزی مجلس مشاورت کا دو روزہ اجلاس ۱۴، ۱۵ ستمبر کو قرآن اکیڈمی لاہور میں منعقد ہوگا۔ افتتاحی اجلاس ۱۴ ستمبر صبح ۹ بجے شروع ہوگا۔ اختتامی اجلاس ۱۵ ستمبر نماز عشاء تک جاری رہے گا۔

حقیقت تصوف کے موضوع پر امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد
کے جامع خطاب پر مشتمل کتابچہ

مروجہ تصوف یا سلوک محمدی؟
یعنی
احسان اسلام!

شائع ہو گیا ہے
صفحات ۴۴، سفید کاغذ، عمدہ طباعت، قیمت۔/۱۰ روپے
شائع کردہ : مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

حق کو بقائے دوام کیوں بخشا گیا اور باطل کے مقدر میں فنا و زوال کیوں رقم ہوا؟

ترجمہ : "اس نے اتارا آسمان سے پانی' پھر بہنے لگیں وادیاں اپنی اپنی وسعت کے مطابق' تو اٹھا لیا سیلاب کی رو نے ابھرا ہوا جھاگ اور جن چیزوں کو تم آگ میں تپاتے ہو زیور یا دیگر سامان بنانے کے لئے' اس میں ویسا ہی جھاگ اٹھتا ہے یوں اللہ حق اور باطل کو بیان کرتا ہے' پس جھاگ تو سوکھ کر ختم ہو جاتا ہے اور لوگوں کے کام آنے والی شے زمین میں باقی رہ جاتی ہے' اسی طرح اللہ مثالیں بیان کرتا ہے"۔

اس آیت میں حق و باطل کا فرق ایک مثال دے کر سمجھایا جا رہا ہے اور اس کے ساتھ حق کے دوام و بقاء اور باطل کے زوال و فنا کی وجہ بھی بیان کی جا رہی ہے۔ تم نے بار بار مشاہدہ کیا ہوگا کہ جب موسلادھار مینہ برستا ہے تو وادیاں پانی سے لبریز ہو جاتی ہیں۔ بڑی اور وسیع وادیوں میں پانی کی مقدار زیادہ اور چھوٹی اور تنگ وادیوں میں تھوڑی ہوتی ہے۔ جب پانی تیزی سے بہتا ہے تو سطح آب پر جھاگ نمودار ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جب زیور بنانے کے لئے تم سونا چاندی پگھلاتے ہو یا دیگر چیزیں بنانے کے لئے تم دوسری دھاتوں کو گلاتے ہو تو اسی قسم کا جھاگ ان پر بھی ظاہر ہو جاتا ہے۔ اس ابھرے ہوئے جھاگ کے نیچے جو نتھرا ہوا پانی یا صاف پگھلی ہوئی دھاتیں ہیں' یوں سمجھو کہ وہ حق ہے اور ان پر ابھرا ہوا جھاگ باطل ہے۔ بظاہر تو جھاگ اوپر ہے اور پانی اس کے نیچے چھپا ہوا ہے لیکن تھوڑی دیر بعد پانی کی کوئی لہر اسے اٹھا کر کنارہ پر پھینک دے گی اور کوئی کاریگر اس میل کچیل کو نکال باہر کرے گا اور اس جھاگ اور میل کچیل کا نام و نشان باقی نہیں رہے گا۔ اسی طرح باطل ظاہری کر و فر کے باوجود مٹنے والا ہے۔ حادثات کی کوئی ایک ٹکر ہی اس کی مغرور گردن کو مروڑ کر رکھ دیتی ہے اور حق نتھرے ہوئے پانی کی طرح رواں دواں آگے بڑھتا ہے۔ باغوں اور کھیتوں کو سیراب کر کے ان کو نیا جوبن بخشتا ہے اور لاکھوں پیاسوں کی پیاس بجھاتا ہے۔

اب اس راز سے پردہ اٹھایا جاتا ہے کہ حق کو بقائے دوام کیوں بخشا گیا اور باطل کے مقدر میں فنا و زوال کیوں رقم ہوا۔ بتایا ہمارا یہ اصول ہے کہ جو چیز نفع رساں ہوگی' جس سے ہماری مخلوق کو فائدہ پہنچے گا' جو بزم ہستی کی رونق میں افزائش کا باعث ہوگی وہ باقی رہے گی اور جو چیز افادیت اور نفع رسانی کی صفت سے محروم ہوگی وہ فنا ہو جائے گی۔ قرآن حکیم نے چودہ صدیاں پہلے تنازع للبقاء (Struggle for Existence) میں بقاء اصلح کا قانون (Survival of the fittest) واضح طور پر بتا دیا تھا کہ اس دنیا میں وہی چیز باقی رہے گی جو مفید اور نفع بخش ہوگی اور جب بھی کوئی چیز اپنی افادیت کھو بیٹھے وہ کسی وقت کتنی عزیز اور گراں قدر کیوں نہ رہی ہو' اس کو اٹھا کر باہر پھینک دیا جاتا ہے۔ آپ صبح سویرے اپنے باغیچہ سے خوبصورت رنگین اور پیارے پیارے پھول چن کر ان کا گلدستہ بناتے ہیں اور کس شوق سے اسے کسی گلدان میں سجاتے ہیں۔ دن بھر انہیں دیکھ دیکھ کر کتنی تازگی اور فرحت محسوس کرتے ہیں لیکن جب وہ دوسرے دن کملا جاتے ہیں' ان کی مہک ختم اور ان کی رنگت پھیکی پڑ جاتی ہے تو اس گلدستہ کو اپنے انہیں ہاتھوں سے اٹھا کر باہر پھینک دیتے ہیں یہی حال نظریات کا بھی ہے۔ زندگی کے وہ کسی شعبہ سے متعلق ہوں جب تک وہ مفید نتائج پیدا کرتے رہتے ہیں زندہ و سلامت رہتے ہیں اور جب وہ افادیت سے محروم ہو جاتے ہیں تو انہیں بھلا دیا جاتا ہے۔ قوموں اور افراد کے لئے بھی عروج و زوال کا یہی معیار ہے۔ جب تک کوئی فرد یا کوئی قوم اپنی تعمیری صلاحیتوں' پسندیدہ اخلاق اور منفعت بخش اعمال سے متصف رہتی ہے اس کی عظمت کا پرچم بلند فضاؤں میں لہراتا رہتا ہے اور ہر حادثہ اس کو نئی طاقت بخشتا ہے' ہر آزمائش اس کی قوتوں کو جلا بخشتی ہے لیکن جس وقت اس کی ذہنی قوتیں بانجھ ہو جاتی ہیں' ان کے اخلاق گر جاتے ہیں اور ان کا طریقہ کار راہ راست سے بھٹک جاتا ہے تو عزت و کرامت کا جو تاج صدیوں سے ان کے سر پر جگمگا رہا تھا وہ چپکے سے اتار لیا جاتا ہے۔ وہ زرنگار مرصع تخت جس پر وہ بیٹھا کرتا تھا اس کے نیچے سے از خود کھسک جاتا ہے۔

آپ قوموں کی ترقی و ادبار کا مطالعہ کریں' آپ افراد کے عروج و زوال کا جائزہ لیں' ایک ہی اصول ہر جگہ آپ کو جاری و ساری نظر آئے گا' اسے زندہ رہنے کے لئے قیمت ادا کرنا پڑتی ہے۔ ہر قوم کو عزت و ناموری کے حصول کے لئے قربانی دینا پڑتی ہے اور پھر اس حاصل کردہ عزت و ناموری برقرار رکھنے کے لئے شدید محنت سے کام کرنا پڑتا ہے اور یہی حال افراد کا ہے۔ ہم عروج حاصل کرنے کے لئے بڑے منصوبے بناتے ہیں' بلند مناصب تک پہنچنے کے لئے بڑے خواب دیکھتے ہیں' لیکن صد حیف! وہ راستہ اختیار نہیں کرتے جو قدرت نے اس منزل تک پہنچنے کے لئے مقرر کیا ہے۔ اور اس طرح عمر بھر ٹھوکریں کھاتے چلے جاتے ہیں۔ تھک کر چور ہو جاتے ہیں اور منزل ہے کہ دور سے دور ہوتی چلی جاتی ہے۔ ترقی کا خواب دیکھنے والوں' بام عروج پر پہنچنے کی تڑپ رکھنے والوں کو چاہئے کہ وہ اپنے وجود کو نفع بخش بنائیں' دکھی دلوں کا سکون بنیں تا کہ اشکبار آنکھیں ان کو دیکھ کر مسکرانے لگیں۔ اپنے دامن شفقت کو حتی الامکان کشادہ کریں تا کہ مصیبت زدوں کو اس کے سایہ میں پناہ مل سکے۔ منزل چل کر خود ان کے قدموں میں آئے گی اور اقتدار کی کرسی بصد منت ان کی خدمت میں پیش کی جائے گی۔ جب تک بنی اسرائیل رشد و ہدایت کا چراغ روشن کئے رہے "انی فضلتکم علی العالمین" کا شرف انہیں نصیب رہا۔ جب ملت اسلامیہ نے اس ذمہ داری کو سنبھالا تو خیر الامم کا تاج ان کے سر پر رکھا دیا گیا۔ اپنے عہد عروج میں مسلمان جہاں جہاں بھی گئے جہالت کے اندھیروں میں علم و عرفان کے چراغ روشن کرتے رہے۔ لق و دق صحرا مرغزاروں اور لالہ زاروں میں بدل گئے۔ ان کے اٹھارہ سالہ بچے مشرق و مغرب کے مظلوموں اور ستم زدوں کی امداد کے لئے پہنچے اور انہیں ظلم و استبداد کی زنجیروں سے آزاد کرایا۔ اگر ان کے عالم تحقیق و اجتہاد سے علم و حکمت کے گلستانوں میں میں تازہ پھول کھلا رہے تھے تو ان کا ایک کاشتکار اور ایک باغبان بھی اپنے ذوق تجدید کی تسکین کے لئے پھلوں' پھولوں اور اناجوں میں عمدہ سے عمدہ قسمیں پیدا کر رہا تھا۔ ان کا طبیب اگر امراض جسمانی کی تشخیص میں سب سے گویا سبقت لے گیا تھا تو ان کا صوفی روحانی امراض کی چارہ گری میں اپنا جواب نہیں رکھتا تھا۔ جب تک اس امت کا وجود خیر و برکت کا سرچشمہ بنا رہا' اس کی پیش قدمی کو روکنے کی ہر کوشش ناکام ثابت ہوئی۔ اور جب اس کی صلاحیتیں سہل انگاری کا شکار ہو گئیں' جب اس کا نشتر تحقیق کند ہو گیا اور جذبہ اجتہاد ٹھنڈا پڑ گیا' جب اس کے حوصلے پست اور ولولے سرد ہو گئے' جب اس کے نوجوانوں کو شمشیر و سناں سے نفرت اور طاؤس و رباب سے پیار ہو گیا تو پھر "اما الزبد فیذهب جفاء" کے اصول کے مطابق انہیں تخت و تاج سے دستبردار ہونا پڑا۔ الحمرا کی دیواروں کے سایوں میں ان کے بوڑھوں اور بچوں کو بیدردی سے ذبح کر دیا گیا۔ شاہی محلات میں شہزادیوں کی عصمتیں لوٹی گئیں' انہیں اندلس کی سرزمین سے جہاں انہوں نے نو سو سال تک حکومت کی تھی نکلنا پڑا۔ یہی حال ہندوستان اور دوسری جگہوں پر ہوا۔ عزت و کرامت کی وہ قبا زریں جو ان کے آباؤ اجداد نے بڑی محنت و مشقت سے حاصل کی تھی وہ انہیں اپنے ہاتھوں سے اتار کر دوسروں کو دینی پڑی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے' اس میں کسی قوم یا فرد کا لحاظ نہیں کیا جاتا۔ اگر ہم اپنی موجودہ حالت پر خوش نہیں ہیں تو منہ بسورنے یا سرد آہیں بھرنے سے کچھ نہیں بنے گا۔ اپنے آپ کو بدلئے زمانہ خود بخود بدل جائے گا۔ ان اللہ لا یغیر ما بقوم.... قوم ہو یا فرد بقا و دوام اس کے لئے ہے' عزت کی بلندیاں اس کے لئے ہیں' جس سے خلق خدا کو فائدہ ہو۔ آؤ اپنے کو اس کی مخلوق کے لئے نفع رساں بنائیں۔ آؤ اپنی صلاحیتوں کی برتری' اپنی سیرت کی پاکیزگی' اپنے عزائم کی پختگی اور حق کے لئے جینے اور حق کے لئے مرنے کا ثبوت بہم پہنچائیں۔

(بحوالہ ضیاء القرآن جلد دوم' از پیر محمد کرم شاہ الازہری (تفسیر سورۃ الرعد' آیت نمبر ۱۷)

بھارت میں احیاء خلافت کی تحریک

اور اس کے ضمن میں

معروف سیاستدان اور دانشور سید شہاب الدین کے اشکالات

مکرمی و محترمی جناب ایڈیٹر صاحب
السلام علیکم

آپ کے موقر جریدے "ندائے خلافت" کے ۲۹ مئی تا ۴ جون ۹۷ء کے شمارے میں افکار ملی دہلی میں مطبوعہ جناب خورشید عالم صاحب کا مضمون چھپا ہے۔ چونکہ اس میں میرا نام بھی لیا گیا ہے اس لئے کچھ وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

ایس آئی ایم ہند نے جو کبھی جماعت اسلامی ہند سے وابستہ تھی پچھلے سال کے اواخر سے ہندوستان گیر پیمانے پر تحریک خلافت چلائی ہے۔ دراصل سیاسی سطح پر وہ ہندوستان کے آئین کے خلاف ایک تحریک چلا رہی ہے۔ ایک عام ہندو اس تحریک سے بھی یہی مطلب لیتا تھا کہ مسلمان ہندوستان پر اسلامی حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں اور اسلام کا جمہوریت اور نیشنلزم سے ٹکراؤ لازم ہے۔ مسلمان آئین میں سیکولرزم کے اصولوں سے نہ صرف مذہبی آزادی کا حق حاصل کرتے ہیں بلکہ اصولی سطح پر وہ ہر سطح پر برابری کے طالب ہو سکتے ہیں۔ ایس آئی ایم کی تحریک نہ صرف جمہوریت' نیشنلزم اور سیکولرزم کے خلاف معرکہ آرائی کرتی ہے بلکہ سماجی فضا کو مسموم کرتی ہے اور مسلمانوں کو اسلام کے نام پر گمراہ کرتی ہے۔

میں نے ان کے لٹریچر کا مطالعہ کیا اور جب میں نے محسوس کیا کہ پانی سر سے اونچا ہو رہا ہے اور ہندو پریس کو ایک اور شوشہ ہاتھ آ گیا ہے تو میں نے اس تحریک کے بارے میں ایک بیان جاری کیا جو منسلک ہے۔ اللہ کے فضل و کرم سے میرے بیان کے خلاف کسی باوقار مسلم جماعت یا تنظیم یا ادارے نے یا کسی مقتدر شخصیت نے کچھ نہیں کہا۔ البتہ ایس آئی ایم ضرور آسمان سے زمین پر آ گئی اور اس نے کہنا شروع کیا کہ اس تحریک کا مقصد اسلامی حکومت یا خلافت قائم کرنا نہیں بلکہ مسلمانوں کو اپنے تحفظ کے لئے بیدار کرنا ہے۔ پھر یہ کام تو بغیر خلافت کا جھنڈا اٹھائے بہت سی جماعتیں کر رہی ہیں۔

یہ غلط ہے کہ میں نے کوئی تفتیش نہیں کی یا میں نے ایس آئی ایم کے ذمہ داروں سے بات کرنے کی کوشش نہیں کی۔ کیا ان کا بھی یہ فرض نہیں تھا کہ تحریک شروع کرنے سے پہلے کچھ لوگوں سے جن کو وہ باشعور یا ذمہ دار سمجھتے ہیں' مشورہ کر لیتے کہ ہندوستان کے موجودہ حالات میں جہاں مسلمان آبادی کا ۱۲ فیصد ہیں' جہاں ہندو پریس ہر لحظہ مسلمانوں کے خلاف ماحول بنانے پر لگا رہتا ہے اس تحریک کو چلانا مناسب ہو گا۔

میں نے غیر ملکی رابطہ کی بات اس لئے کہی کہ یہ مہم بین الاقوامی سطح پر لندن سے شروع کی گئی ہے۔ عین ممکن ہے گو اس کا کوئی ثبوت میرے پاس نہیں ہے کہ ایس آئی ایم کو اس تحریک کے لئے باہر سے بھی مدد ملی ہو۔

انصاف پارٹی کے نام سے ہندوستان میں کوئی پارٹی نہیں ہے۔ میں نے بنائی تھی اور اسے الیکشن کمیشن سے رجسٹر کروایا تھا۔ پھر اسے تحلیل کر دیا۔ اس کی رجسٹریشن بھی ختم ہو گئی۔ میں نے ڈاکٹر بصیر احمد خاں کو پارٹی کا جنرل سیکرٹری بنایا تھا۔ وہ اس مردہ لاش کو ڈھوئے پھر رہے ہیں۔ ان کی بات کا کوئی وزن نہیں ہے۔

اس تحریک کو اوائل صدی کی تحریک خلافت سے جوڑنا حقائق سے چشم پوشی تھی۔ اول تو اس تحریک کا مقصد ہندوستان میں اسلامی حکومت یا خلافت قائم کرنا نہیں تھا بلکہ خلافت عثمانیہ کا تحفظ تھا۔ خلافت عثمانیہ کے خاتمہ کے بعد آج لگ بھگ ۷۵ سال گزر گئے ہیں۔ اب تک کسی اسلامی ملک نے یہ بوجھ اپنے سر پر لادنا مناسب نہیں سمجھا۔ سب ہی کہتے ہیں کہ اگر کسی ایک ملک نے یا اس کے حکمران نے خلافت قائم کر دی تو دوسرے اسلامی ممالک بھی اس کے پابند نہیں ہوں گے اور مسلم اقلیتیں ظاہر ہے اس کے دائرہ اختیار سے قطعاً باہر رہیں گی۔ وہ اپنے مسائل مشتملات کے بارے میں اس غیر ملکی ادارے سے چارہ جوئی نہیں کر سکیں گی اور میرے اس سوال کا جواب کسی نے نہیں دیا کہ ہندوستان پر خلافت کیسے قائم کی جائے گی جہاد بالسیف سے یا اسلامی ملکوں کی فوجوں کی مدد سے؟

اس مضمون پر گاندھی جی سے ایک بات منسوب کی گئی ہے۔ حقیقت صرف اتنی ہے کہ گاندھی جی نے آزاد ہندوستان میں رام راج کی بات کہی تو کسی نے اس کی نوعیت کے بارے میں سوال کیا۔ گاندھی نے جواب دیا کہ حضرت عمر فاروقؓ حکومت رام راج کے لئے نمونہ ہو گی۔ گاندھی جی نے آزاد ہندوستان پر خلافت قائم کرنے کی بات کہیں نہیں کی۔

آپ پاکستان میں تحریک خلافت چلا رہے ہیں اور اسے ایک عصری دستوری شکل دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ آپ کو اس کا حق ہے۔ یہ آپ کی ذمہ داری ہے کہ پاکستان کو ایک جدید اسلامی ریاست کا نمونہ بنائیں۔ ہو سکتا ہے کہ کبھی اسلامی دنیا کسی ایک مرکز خلافت پر مجتمع ہو جائے۔ شاید وہ مرکز ملک بہ ملک منتقل ہو۔ شاید ایسا اتحاد اور مرکزیت مسلم اقلیتوں کے لئے بھی مفید ثابت ہو مگر آج ہندوستان میں خلافت قائم کرنے کی بات کرنا واقعی خود کشی کے مترادف ہے۔

سید شہاب الدین
نیو دہلی

مکرمی و محترمی جناب ڈاکٹر صاحب!

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ'

آپ کا ترجمان ندائے خلافت برابر مل رہا ہے جس کے لئے دل سے شکر گزار ہوں۔

اس موضوع پر آپ کی تصنیفات و تالیفات کا طالب ہوں۔ آپ بھجوا دیں۔ قیمت چکانے کا انتظام میں لاہور میں مقیم اپنے ماموں جان کے ذریعہ کر دوں گا۔

۲/ جولائی کے شمارے کے سرورق پر آپ کی توضیح ہے کہ آپ نے تحریک اسلامی کے لئے خلافت کی اصطلاح کیسے شروع کی۔ اصطلاحات جو بھی ہوں' مقصد صاف ہے کہ عالمی پیمانے پر یا کم از کم ایک ملک میں (ممکنا پاکستان میں) اسلامی حکومت قائم ہو۔ اسے حکومت الٰہیہ کہئے یا شہادت علی الناس یا فریضہ اقامت دین یا غلبہ دین حق' ان کا مطلب ایک ہے کہ سیاسی اقتدار مسلمانوں کے ہاتھوں میں ہو اور وہ قرآن و سنت کی بنیاد پر حکومت چلائیں۔ اور حکومت کی طاقت سے سماج اور اقتصاد کو اسلامی سانچے میں ڈھالیں اور دنیا کے لئے نمونہ قائم کریں۔

جو سوال میرے دماغ میں ابھرتا ہے وہ یہ ہے کہ پھر اسے صاف صاف اسلامی حکومت کیوں نہ کہیں؟

اور ایک اور سوال یہ ہے کہ ایک ایسے ملک میں جہاں مسلمان اقلیت میں ہوں' آج کے جمہوریت کے دور میں اسلامی حکومت کیسے قائم کی جائے۔ امید ہے کہ آپ اپنی سرگرمیوں کے باوجود ان سوالوں کے جوابات مرحمت فرمائیں گے۔ والسلام

خادم
سید شہاب الدین

محترم شہاب الدین کے ان اشکالات کی وضاحت پر مشتمل امیر تنظیم اسلامی و داعی تحریک خلافت پاکستان ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی تحریر ان شاء اللہ آئندہ کسی شمارے میں شائع کی جائے گی (ادارہ)

ارض پاکستان مسلسل ۹ برس تک سر زمین بے آئین بنی رہی

ضیاء الحق مرحوم کے ریفرنڈم کو دنیا کی سیاسی تاریخ کے شاہکار فراڈ کی حیثیت حاصل ہے

محترمہ بے نظیر کے شوہر نامدار نے ایوان حکومت کو "سسرالی جاگیر" کا درجہ دے رکھا تھا

پاکستان کی پچاس سالہ سیاسی تاریخ کا جائزہ۔ از قلم : مرزا ندیم بیگ

مملکت خداداد پاکستان کا قیام رواں صدی کا سب سے اہم واقعہ ہے' کیونکہ دنیا کے نقشے پر پہلی مرتبہ ایک ایسا ملک معرض وجود میں آیا جس کی بنیاد رنگ و نسل' قومیت یا علاقائیت پر نہیں تھی بلکہ اس کی بنیاد دو قومی نظریہ پر تھی۔ دنیا میں آج تک کسی ملک کا قیام کسی نظریہ کی بنیاد پر عمل میں نہیں آیا۔ اسرائیل کے بارے میں اگرچہ یہ کہا جاتا ہے کہ وہ مذہب کی بنیاد پر قائم ہوا لیکن غور کیا جائے تو معلوم کہ یہ دعویٰ غلط ہے اس لئے کہ یہودیت کی بنیاد' مذہب نہیں نسل ہے۔

بہرحال نظریئے کی بنیاد پر آزاد اسلامی ریاست کا قیام اس صدی کا سب سے بڑا معجزہ ہے' جو اسلام دشمن انگریز اور مکار وسفاک ہندو کے عزائم کے برخلاف رونما ہوا۔ پاکستان کے قیام میں قائداعظم محمد علی جناحؒ کی مدبرانہ قیادت کو خصوصی دخل حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مملکت خداداد پاکستان نصف صدی پر محیط کئی خزاں وبہار کے موسم دیکھ چکی ہے' دعا ہے کہ یہ خطہ ارضی تا ابد قائم ودائم رہے۔ نصف صدی کے اس سفر میں پاکستان کو کئی نامساعد حالات سے دوچار ہونا پڑا جن کے ذمہ دار حکمران اور سیاستدان طبقات ہیں۔ کئی برس پہلے ملک کے معروف ومشہور صحافی شورش کاشمیری مرحوم نے ملک کے سیاسی حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا تھا ؎

میرے وطن کی سیاست کا حال مت پوچھو
گھری ہوئی ہے طوائف تماش بینوں میں

اس دور اور آج کے دور میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ اس دور کی طوائف آج کی ستم رسیدہ مظلوم اور بے یارومددگار عورت کا روپ دھار چکی ہے جس کی عزت کو گاؤں کا چودھری' اور جاگیردار و سرمایہ دار جب چاہے پامال کردے۔ پاکستان کی سیاسی تاریخ جاگیرداروں' سرمایہ داروں' وڈیروں' بیوروکریٹس اور فوجی آمروں کی وجہ سے انتہائی داغدار رہے۔ نصف صدی کے عرصے میں ۱۳ منتخب وزرائے اعظم اس ملک کے تخت حکومت پر براجمان ہوئے' جب کہ ربع صدی کا عرصہ مارشل لاء کی نذر ہو گیا۔ پاکستان کی سیاسی تاریخ کا یہ بھی المیہ ہے کہ قانون ساز ادارے کے ہوتے ہوئے ارض وطن نو سال تک دستور سے محروم رہنے کے بعد ۱۹۵۶ء میں دستور سے بہرہ ور ہوئی۔ قیام پاکستان کے گیارہ سال بعد تک جمہوری ملک میں عام انتخابات تک نہیں ہوئے.... ابھی ملک جمہوری تقاضوں کی ادائیگی سے نابلد ہی تھا کہ ایوب خان کے طویل مارشل لاء کے سیاہ بادل ملک کی فضا پر چھا گئے جس کا منطقی نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ مشرقی پاکستان کے لوگوں نے مغربی پاکستان کو اپنا دشمن سمجھنا شروع کردیا۔ علاوہ ازیں ۱۹۵۶ء کے دستور میں پاکستان کے نام کے ساتھ اسلامی جمہوریہ کا اضافہ کیا گیا' جسے ایوب خان نے اپنے دور میں ختم کرکے صرف جمہوریہ پاکستان کردیا۔ اس مارشل لائی دور حکومت میں پہلی مرتبہ انتہائی بڑے پیمانے پر "اپنوں" کو نوازنے کا چلن شروع ہوا۔

طویل گھٹن کے اس ماحول سے پاکستانی عوام نے بیزاری کا اظہار کیا اور ملک میں مظاہروں اور ہڑتالوں کے دور کا آغاز ہوگیا۔ نتیجتاً ایوب خان نے بدکردار اور عیاش یحییٰ خان کو اقتدار منتقل کردیا جس کے آتے ہی دنیا کا واحد نظریاتی ملک صرف دولخت ہی نہیں ہوا بلکہ ذلت ومسکنت ہمارا مقدر بن گئی اور ملک کے ۹۰ ہزار باشندے ہندو کی غلامی میں چلے گئے۔ یحییٰ خان نے بچے کھچے پاکستان کا اقتدار سندھ کے معروف جاگیردار اور انگریز کے عطاکردہ خطاب "سر" کے حامل شاہنواز بھٹو کے پوتے ذوالفقار علی بھٹو کے حوالے کردیا' جنہوں نے آتے ہی خود کو منفرد انداز میں سول مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر بنا لیا۔ یوں ملک کی جمہوری سیاست میں آمریت کی آمیزش کرکے دنیا کے لئے نیا تجربہ پیش کردیا۔ کرپشن' مہنگائی اور بدامنی کی وجہ سے ملک گیر تحریک کا آغاز ہوا جس کا عنوان پاکستان نیشنل الائنس تھا جس نے بعد میں تحریک نظام مصطفیٰؐ کا لبادہ اوڑھ لیا۔ حکومت مخالف تحریک کے دباؤ میں آکر بھٹو نے ۱۹۷۷ء میں عام انتخابات کروائے جس میں دھاندلی کی بدترین مثالیں قائم کی گئیں۔ تحریک نظام مصطفیٰ کی قیادت نے انتخابی نتائج کو تسلیم کرنے سے انکار کردیا۔ عوامی ردعمل کے نتیجے میں ذوالفقار علی بھٹو قومی اتحاد سے مذاکرات کرنے پر مجبور ہوگئے۔ مذاکرات کے نتیجے میں قومی اتحاد کی قیادت کے پیش کردہ ۳۲ نکات میں سے ۳۱ نکات کو تسلیم کر لیا گیا لیکن اچانک رات کی تاریکی میں مارشل لاء کی طویل گھٹا ملک پر چھا گئی۔

بھٹو صاحب کے منظور نظر چیف آف آرمی سٹاف ضیاء الحق مرحوم نے ملک میں مارشل لاء لگاکر بھٹو صاحب کو قید کردیا۔ ۶ جولائی ۱۹۷۹ء کو ذوالفقار علی بھٹو کو مقدمہ قتل میں سزائے موت دے دی گئی۔ یہ سزائے موت بھی دنیا کی عدالتی تاریخ کا انوکھا واقعہ ہے۔ ضیاء الحق مرحوم نے نام نہاد ریفرنڈم کرواکر اپنے آپ کو پانچ سال کے لئے صدر بنوالیا' یہ واقعہ بھی دنیا کی سیاسی تاریخ کا شاہکار فراڈ ہے۔ پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ غیر جماعتی انتخابات منعقد ہوئے۔ اس غیر جماعتی اسمبلی نے اپنے دور میں قانون سازی کے ذریعے ۵۸(۲) بی کو پاکستان کے دستور کا حصہ بنا دیا' جس کی وجہ سے پاکستان کی چار منتخب حکومتیں ایوان اقتدار سے بے دخل کردی گئیں اور لطف کی بات یہ ہے کہ اس شق کو دستور کا حصہ بنانے والی جونیجو حکومت خود سب سے پہلے اس کی زد میں آئی۔ اس دور میں شیعہ' سنی' سندھی' مہاجر اور بلوچی فتنوں نے سر اٹھایا۔ اس طویل مارشل لاء نے پہلی مرتبہ فوجی جرنیلوں اور افسروں کو جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کے روپ میں پیش کیا۔ ضیاء الحق کی حادثاتی موت نے ملک کے سیاسی منظر کو یکسر تبدیل کردیا۔

ہر لحاظ سے "معروف" بیوروکریٹ اور اس وقت کے چیئرمین سینٹ غلام اسحاق خان نے منصب صدارت سنبھال کر انتخابات کا انعقاد کروایا۔ پاکستان پیپلز پارٹی برسراقتدار آگئی جس کی چیئرپرسن بھٹو کی بیٹی بے نظیر تھیں

بے نظیر نے اقتدار سنبھالتے ہی "جیالوں" پر انعامات کی بارش کردی۔ پلاٹوں' قرضوں اور پرمٹوں کا سیلاب آگیا۔ محترمہ کے شوہر نامدار آصف علی زرداری نے مرد اول بن کر ایوان وزیر اعظم کو "سسرالی جاگیر" قرار دے کر ہضم کرنا شروع کردیا۔ نام کے جمہوری دور میں جمہوریت کی دھجیاں اڑائی گئیں۔ غلام اسحاق خان نے ۵۸ (۲) بی کا "حق" استعمال کرتے ہوئے اس حکومت کو بھی رخصت کردیا۔ غلام مصطفیٰ جتوئی کے نگران دور میں انتخابات ہوئے تو اسلامی جمہوری اتحاد کے سربراہ میاں محمد نواز شریف دو تہائی اکثریت سے کامیاب ہوگئے۔ بے نظیر دور کی ہوشربا مہنگائی اور بے روزگاری پر نئی حکومت نے کسی حد تک قابو پالیا۔ اس دور میں بڑی تعداد میں پیلی ٹیکسیوں' کوچوں' بسوں کو عوام میں تقسیم کیا گیا۔ سندھ میں "کچے" کی زمینوں کے مالکانہ حقوق ہاریوں کو دیئے گئے لیکن ہارس ٹریڈنگ کے بھاؤ میں بھی بیش قیمت اضافہ ہوگیا۔

ایک مرتبہ پھر ۵۸(۲) بی کی تلوار کے ذریعے دو تہائی اکثریت کی حامل حکومت کا قتل ناحق ہوا۔ ملک کی سب سے بڑی عدالت نے صدارتی حکم کو غلط قرار دے کر نواز شریف کی حکومت کو بحال کردیا لیکن ایک ہفتے بعد وزیر اعظم اور صدر دونوں استعفیٰ دے کر گھر آگئے۔ نگران حکومت کے لئے وزیر اعظم امپورٹ کرنا پڑا۔ ورلڈ بینک کے اہلکار معین قریشی نگران وزیر اعظم بنے۔ ان کے نگران دور کا دوسرا سب سے بڑا عجیب و غریب واقعہ یہ ہے کہ بے نظیر حکومت کی برطرفی کا سب سے بڑا سبب ان کے شوہر نامدار تھے مگر وہ نگران حکومت کے وزیر بنا دیئے گئے۔ معین قریشی کے دور میں منعقدہ الیکشن کے نتیجے میں ایک مرتبہ پھر بے نظیر بھٹو کامیاب ٹھہریں لیکن یہ کامیابی اتنی بڑی نہ تھی کہ مستحکم حکومت وجود میں آسکتی لہٰذا پاکستانی سیاست کی سب سے بڑی کابینہ معرض وجود میں آئی۔

نجکاری کے ذریعے ملکی اثاثوں کو کوڑیوں کے بھاؤ فروخت کرکے بھاری کمیشن بٹورنے کے عمل میں "مرد اول" اپنی مثال آپ بن گئے۔ کراچی میں ماورائے عدالت قتل و غارت گری کے ذریعے مصنوعی امن قائم کیا گیا۔ مہنگائی اور کرپشن میں دن دگنی ترقی ہوئی۔ ان معاملات کے نتیجے میں حکومت کو صدر لغاری نے دوبارہ "۵۸(۲) بی کی تلوار" کے ذریعے ختم کردیا گیا۔ ناکام سیاستدانوں میں سے ایک "کامیاب سیاست دان" ملک معراج خالد کو نگران وزیر اعظم بنا دیا گیا۔ جن کی نگرانی میں ہونے والے انتخابات کے نتیجے میں دوبارہ پاکستان مسلم لیگ کی حکومت نواز شریف کی قیادت میں قائم ہوگئی۔ نواز شریف کو ملنے والا مینڈیٹ پاکستان کی تاریخ کا سب سے بھاری مینڈیٹ ہے۔ نواز شریف کی حکومت کو اب کی بار اقتدار میں آتے ہی آٹے کی قلت کا سامنا کرنا پڑا جن سے آٹے کی قیمتیں آسمان سے باتیں کرنے لگیں۔ اس کے علاوہ کراچی میں دوبارہ بدامنی کی صورتحال کا پیدا ہو جانا' مذہب کے نام پر دہشت گردی کے گراف کا آسمان تک پہنچ جانا' نفاذ اسلام کا وعدہ ہنوز شرمندۂ تعبیر نہ ہونا' جیسے اہم مسائل کا سامنا ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ بھاری مینڈیٹ کی حامل عوامی حکومت کس حد تک عوامی توقعات کو پورا کرتی ہے! پاکستان کی سیاسی تاریخ کے مختصر جائزے کے بعد جو چیز سب سے نمایاں ہو کر سامنے آتی ہے وہ یہ کہ قدیم حکمرانوں نے اپنے ذاتی مفادات کی تکمیل اور جماعتی اقتدار کے استحکام کے لئے پاکستان کو تختہ مشق بنائے رکھا' قومی وسائل کو ذاتی جاگیر بنا کر بے دریغ لوٹا گیا۔ آج ہمارا ملک تقریباً دیوالیہ ہو چکا ہے۔ پاکستان ۴۰ ارب ڈالر کا مقروض ہے جس کی وجہ سے پوری قوم کو ڈھائی کروڑ ڈالر فی گھنٹہ کے حساب سے سود ادا کرنا پڑ رہا ہے۔ مملکت خداداد پاکستان میں پارلیمانی' صدارتی اور مارشل لاء کے طریق حکومت کو اختیار کیا گیا اور متعدد بار تجربے کئے گئے لیکن اگر تجربہ نہیں کیا تو خدائی اور مصطفائی نظام کا نہیں کیا۔ اس کو آزمائے بغیر ہماری بگڑی نہیں بن سکتی۔

ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں

نعیم اختر عدنان

☆ سمجھ میں نہیں آیا' مجھے کیوں گرفتار کیا گیا۔ (قاضی حسین احمد)

○ قاضی صاحب! آپ زیادہ غور و فکر سے پرہیز کریں تاکہ "رموز مملکت خویش خسرواں دانند" کا محاورہ زیر استعمال رہے۔

☆ بے نظیر تبدیلی کی باتیں کرتی ہیں' مگر تبدیلی کا راستہ نہیں بتاتیں۔ (نواز شریف)

○ تبدیلی کا راستہ محترم قاضی صاحب تجویز فرمائیں گے!

☆ پاکستان کو قاتلوں اور لٹیروں کی جنت سمجھا جاتا ہے۔ (بے نظیر)

○ ....اور ان میں سے کئی ایک جیل جا چکے ہیں۔

☆ حسن اور شہرت کی شہزادی لیڈی ڈیانا دنیا چھوڑ گئی (ایک خبر)

○ مغرب کے مادر پدر آزاد کلچر کی علمبردار خاتون ایک حادثاتی موت کے نتیجے میں اپنے عاشق سمیت منطقی انجام سے دوچار ہوگئی........ ــــــ فاعتبروا یا اولی الابصار ــــــ

☆ عدلیہ کے اختیارات کم کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتے۔ (مشاہد حسین)

○ البتہ سپریم کورٹ کے ججوں کی تعداد کو کم کرنے کا فیصلہ ہماری "مجبوری" تھی۔

☆ مسلم لیگی لیڈر اقتدار کے نشے میں کارکنوں کو بھول گئے ہیں۔ (پیر بنیامین)

○ اسے کہتے ہیں گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے

☆ کمپیوٹر کے بغیر ہم ترقی نہیں کرسکتے۔ (ڈاکٹر پرویز حسن)

○ مگر کیا موجودہ سیاستدانوں کے ہوتے ہوئے قومی ترقی کا خواب شرمندۂ تعبیر ہو سکتا ہے؟

☆ جرمنی پاکستان کو ایک ارب ۸۰ کروڑ کا قرضہ دے گا۔ جس میں سے ۲۰ کروڑ ۸۰ لاکھ "مانع حمل" ادویات کے لئے مختص ہونگے۔ (ایک خبر)

○ اسے آپ انسانی حقوق کے علمبرداروں کی "انسان کش پالیسی" کا نام بھی دے سکتے ہیں۔

☆ کام چور افسروں کی کوئی گنجائش نہیں' مولا بخش استعمال کروں گا۔ (شہباز شریف)

○ ٹھیک ہے صوبے کے ہیڈ ماسٹر صاحب! مگر "ہتھ ذرا ہولا رکھیں" اس میں آپ کی بھی بہتری ہے۔

☆ اعجاز الحق کو وزارت داخلہ کی پیشکش' چودھری شجاعت کو گورنر بنانے کی کوشش۔ (ایک خبر)

○ لگتا ہے بالآخر اس "مک مکا" پر عمل درآمد بھی ہو ہی جائے گا

☆ آصف زرداری نے بہت سے گھر تباہ کئے جن میں میرا گھر بھی شامل ہے۔ (گوہر راشدی کا انکشاف)

○ بے نظیر اپنی غلطیاں تسلیم کر رہی ہیں مگر اپنے شوہر نامدار کو شاید وہ ہرجائی کہہ کر نظر انداز کردیں۔

☆ حکومت نے دہشت گردی کے ایکٹ کے نفاذ کے لئے خود دہشت گردی کرائی۔ (بے نظیر)

○ اسے کہتے ہیں "دور کی کوڑی لانا"....

☆ پیر پگاڑا کی نئی دلہن ماں بننے والی ہے۔ (ایک خبر)

○ پیر صاحب ابھی سے بتا دیں نومولود' مسلم لیگی ہوگا کہ "جیالا"

مذہب سے بیزاری کیوں؟

تنظیم اسلامی نیو جرسی کے نوجوان رفیق اور دانشور باسط بلال کوشل کے لیکچر پر روزنامہ پاکستان میں ایم ایم ادیب کا تبصرہ

"بیسویں صدی کا آغاز مذہب کے انکار سے ہوا تھا اور آج جب یہ صدی اختتام پذیر ہونے کو ہے تو سائنس دانوں نے مذہب کی حقیقت کو تسلیم کر لیا ہے اور آج دنیا میں کوئی ملک ایسا نہیں کہ مذہبی کلچر جس کے تمدن کی بنیادی ضرورت نہ ہو"۔ یہ الفاظ فلسفے کے پروفیسر ڈاکٹر محمد امین کے ہیں جنہوں نے ویسیرا یونیورسٹی ٹوکیو' جاپان سے "Philosophy of Religion" پر تحقیقی مقالہ تحریر کر کے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی ہے' تاہم جس تقریب کے صدارتی خطبہ میں انہوں نے یہ الفاظ کہے اس میں پاکستانی نژاد امریکن نوجوان باسط بلال کوشل نے "دور حاضر میں مذہب سے بیزاری" کے موضوع پر لیکچر دیا' باسط بلال کوشل کی تمام تر تعلیم و تربیت امریکہ میں ہوئی' ولیم پیٹرسن کالج نیو جرسی سے سیاسیات میں ایم اے کیا پھر "اسلامک سٹڈیز اینڈ کرسچین ریلیشنز" میں ایم اے کیا اور آج کل ڈبلیو یونیورسٹی نیو جرسی سے "Religion and Society" کے موضوع پر پی ایچ ڈی کے امیدوار ہیں' اپنے لیکچر کے موضوع The Modern Predicament of Religion پر روشنی ڈالتے ہوئے باسط بلال کوشل نے کہا کہ "تاریخی اعتبار سے دیکھا جائے تو کائنات عالم میں کوئی دور ایسا نہیں گزرا جس میں مذہب یا مذہبی اصولوں کو توجہ کے قابل نہ گردانا گیا ہو' اس کے ساتھ ساتھ ہر دور میں ایک ایسی بااثر اقلیت کا وجود بھی قائم رہا ہے جس نے پرزور طریقے سے مذہب اور مذہبی اصولوں کی نفی یا مخالفت کی۔ ایسے لوگ تاریخ کے ہر دور میں خود کو نابغہ روزگار اور ترقی پسند مفکرین کی حیثیت سے متعارف کرواتے رہے اور دور حاضر میں مذہب کو جہالت قرار دینے والے مذکورہ لوگ اب اقلیت کی بجائے اکثریت کا روپ دھار چکے ہیں اور لوگوں کی ایک کثیر تعداد بھی ان کے اثر میں ہے۔ تاہم اس سب کے باوجود اس تاریخی حقیقت سے بھی روگردانی نہیں کی جاسکتی کہ ہر معلوم تہذیب میں مذہب کو فرد اور معاشرے کے حوالے سے کلیدی یا مرکزی حیثیت حاصل رہی ہے۔ یہ دور تاریخ کا ایک غیر معمولی دور ہے کہ مذہب کو رد کرنے والے ہی نہیں مذہبی کارندوں سے نفرت کرنے والے بھی اکثریت میں موجود ہیں اور اس تبدیلی کی تہہ میں دو عوام کار فرما ہیں۔ اول یہ کہ سائنسی تحقیقات کے نتیجے میں یہ امر سامنے آیا کہ بہت سے عقائد انسانی ذہن کی پیداوار تھے اور دوم خود مذہب کا معاملہ یہ ہے کہ اس کی تاریخ میں مختلف نوع کے ادوار آتے رہے ہیں اور موجودہ دور تمام مذاہب کی موت کا دور ہے۔ کیونکہ سائنسی تحقیقات کے نتائج نے مذہب سے وابستگی کا معاملہ بہت حد تک مضمحل کر دیا ہے علاوہ ازیں ایسے نظریات منصہ شہود پر آئے جنہوں نے مذہب کی ابتدا کو خدا کی بجائے انسانی ذہن اور انسانی معاشرے کی پیداوار ثابت کرنے میں کامیابی حاصل کر لی۔ مثال کے طور پر کارل مارکس نے مذہب کو معاشی قوتوں کی باہمی چپقلش کا نتیجہ قرار دیا۔ ماہر نفسیات سگمنڈ فرائیڈ نے کہا کہ مذہب انسانی لاشعور کا شاخسانہ ہے اور ایمیلے ڈرخائم نے مذہب کو اجتماعی اور عمرانی عوام کا نتیجہ ثابت کرنے کی کوشش کی' جب کہ وہ دانشور اور مفکرین جو مذہب سے ہمدردی کا رویہ رکھتے تھے وہ مذہب کا دفاع موثر انداز میں نہ کر سکے' نتیجے کے طور پر مذہب سے بیزاری کے اثرات معاشرے کی جڑوں میں اتر گئے اور اس وقت صورت حال یہ ہے کہ ایک کے سوا تمام مذاہب اپنی اپنی تاریخ کے انتہائی مرحلے میں داخل ہو چکے ہیں اور موجودہ دور کے مذہبی لوگوں کا رشتہ بھی اپنے اپنے مذاہب کے ساتھ مثالی نہیں رہا' تاہم مذہب سے تمام تر بےزاری اور برگشتگی کے باوجود آج کے انسان کے اندر مقصد اور معانی کی طلب اور پیاس باقی ہے' جسے سائنس کبھی نہیں بجھا سکتی اور امریکہ میں "Heaven's Gates Cut" سے تعلق رکھنے والے 39 تعلیم یافتہ افراد کا مذہبی عقائد کی بنیاد پر اجتماعی خودکشی کے عمل سے گزرنا اسی باطنی روحانی تشنگی کو ظاہر کرتا ہے"۔

نوجوان سکالر باسط بلال کوشل کی گفتگو کا لب لباب یا خلاصہ سامنے رکھتے ہوئے بس یہی رائے قائم کی جاسکتی ہے کہ انسانی معاشرے تاریخ کے کسی بھی دور میں مذہبی انکار کے اثرات سے آزاد نہیں رہے بلکہ بعض ادوار میں مذہب تہذیبی ترقی کی اساس ٹھہرا' علاوہ ازیں یہ بھی ہوا کہ تہذیبوں کے امتزاج کی بنا پر ایک مذہب نے دوسرے مذہب پر برتری حاصل کر لی اور یوں وہ سکہ رائج الوقت کی حیثیت اختیار کر گیا' لہٰذا یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ مذہب زندگی کی ضرورت رہا ہے اور تاریخ کے ہر موڑ پر انسانیت کو کسی نہ کسی مذہب کی احتیاج بہرصورت رہے گی کیونکہ مذہب ایک ازلی ابدی حقیقت ہے' خدا کی بنائی ہوئی اس کائنات میں نت نئے افکار و تصورات کا ارتقاء جاری و ساری ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ انسانی فطرت ہر زمانے میں نئی معاشرتی تشکیل کی خواہاں رہی ہے۔

کوئی بھی معاشرہ اس وقت تک منتشر نہیں ہوتا جب تک اس کے افراد فکری کج روی کا شکار نہ ہو جائیں اور فکری کج روی کا آغاز ہمیشہ فروعات سے ہوتا ہے اور فروعات کو ہوا دینے میں وہ لوگ اہم کردار ادا کرتے ہیں جنہیں حیات اور اس کے لوازمات کی غرض و غایت کی اہمیت کا احساس تو کیا ادراک بھی نہیں ہوتا' بے شعوری کی یہ کیفیت جب جنون کی شکل اختیار کر لیتی ہے تو خون سستا اور پانی منگا ہو جاتا ہے۔

تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب جنوبی کی آل ملتان سطح پر ریلی

۳۰/ جولائی کو امیر حلقہ اور ملتان کی تنظیموں کے امراء کا ماہانہ مشاورتی اجلاس منعقد ہوا جس میں ۱۴/ اگست کو آل ملتان سطح پر "ریلی" منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ ریلی کے دوران تنظیم کے تعارف پر مبنی ہینڈبل پانچ ہزار کی تعداد میں تیار کرنے کا فیصلہ ہوا۔

۱۴/ اگست کی صبح قرآن اکیڈمی ملتان سے تنظیم اسلامی وسطی ملتان اور شمالی ملتان کے رفقاء اجتماعی طور پر ریلی کے لئے روانہ ہوئے۔ نیز مبتدی و ملتزم تربیت گاہ میں شریک رفقاء نے بھی ریلی میں شرکت کی۔

تنظیم اسلامی ملتان کینٹ اور اسرہ نیو ملتان کے رفقاء بھی چوک گھنٹہ گھر میں پہنچ گئے۔ ریلی میں ڈیڑھ سو رفقاء و احباب نے شرکت کی۔ گاڑیوں اور موٹر سائیکل سوار رفقاء کے قافلہ نے بھی ریلی میں شرکت کی۔ ملتان شمالی کے امیر ڈاکٹر طاہر خاکوانی اور ملتان وسطی کے امیر سعید اظہر عاصم کے علاوہ محمد سعید عثہ صاحب بھی قافلہ کے ہمراہ تھے۔ انتظامی معاملات امیر حلقہ انجینئر مختار حسین فاروقی نے سرانجام دیئے۔ محبان دین و ملت کا یہ قافلہ نظم و ضبط کے حوالہ سے اپنی مثال آپ تھا۔ رفقاء میں ایک جذبہ اور جوش و خروش موجزن تھا۔ ہر رفیق نے اپنے ہاتھ میں تنظیم اسلامی کے ساتھ ساتھ پاکستانی پرچم بھی اٹھا رکھا تھا۔ کئی رفقاء نے جشن آزادی کے حوالہ سے مختلف عبارتوں پر مشتمل بینرز اٹھا رکھے تھے۔ بینرز پر یہ کلمات درج تھے۔

"تنظیم اسلامی کا پیغام نظام خلافت کا قیام"

"آزادی کے پچاس سال مبارک"

"آزادی اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم نعمت ہے"

چوک سے تھوڑی دور رفقاء نے صف بندی کی۔ جناب سعید اظہر سب سے آگے تھے۔ دو دو کی قطار میں رفقاء کو منظم کیا گیا اور نعروں کی گونج میں ریلی کے شرکاء گھنٹہ گھر کی طرف روانہ ہوئے۔ کچھ رفقاء ہینڈبل تقسیم کرتے رہے۔ ہینڈبل پر تنظیم کے قیام کی وجہ اور اس کی خصوصیات اور اسلامی انقلاب کا نبوی طریق درج تھا۔

چوک میں سرکاری اہتمام میں منعقدہ تقریب کے منتظمین تک دعوت پہنچائی اور استدعا کی ایسا پروگرام بند کر دیا جائے۔ آدھ گھنٹہ پر محیط خاموش مظاہرے کے بعد نوائے وقت کے نمائندے سے بات چیت کرتے ہوئے امیر حلقہ نے کہا کہ جاگیرداری اور سود پر تو اتفاق ہے کہ اسے ختم کئے بغیر اسلام کی طرف کوئی پیش رفت نہیں ہو سکتی۔

گھنٹہ گھر سے کچہری چوک کے راستے میں تنظیم اسلامی ملتان وسطی کے امیر سعید اظہر نے اپنے مخصوص انداز میں پرجوش خطاب میں قوم کو بحیثیت مجموعی اللہ کی نافرمانیوں سے باز آنے کو کہا اور قیام پاکستان کے مقصد کی طرف پیش قدمی کی دعوت دی۔

تنظیم اسلامی ملتان کینٹ کے ایک بزرگ رفیق جناب محمد سعید عثہ نے بھی خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ شیعہ سنی فسادات دراصل دشمنان وطن کی مذموم سازش ہے۔ ہمیں اصل دشمنوں کو پہچاننا چاہئے اور اس سازش کو ناکام کرنے کے لئے متحد ہونا چاہئے۔ کچہری چوک میں ڈاکٹر طاہر خاکوانی اور امیر حلقہ نے بھی خطاب کیا۔ انہوں نے پاکستانی قوم کو اللہ تعالیٰ سے پچاس سال قبل کئے ہوئے وعدوں کو یاد دلاتے ہوئے کہا کہ تنظیم اسلامی 'اسلامی نظام کو عملاً ملک میں نافذ کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ کچہری چوک کے بعد قافلہ چونگی نمبر 9 چوک کی طرف روانہ ہوا۔ راستہ میں نعرہ ہائے تکبیر اور پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ کے نعرے بلند کئے گئے۔ اور تنظیم اسلامی کا پیغام 'نظام خلافت کا قیام' کی صدا بھی فضا میں گونجتی رہی۔ امیر حلقہ اور سعید اظہر عاصم کے اختتامی خطاب کے بعد ریلی کا اختتام ہوا۔ اگلے روز نوائے وقت نے اپنی رپورٹنگ میں ریلی کا نمایاں تذکرہ کیا۔

مرتب : مہر غلام اصغر ساہی' ملتان

جلال پور جٹاں میں دو ماہ تک انوار قرآنی کی بارش

تنظیم اسلامی اسرہ جلال پور جٹاں کے نقیب محترم ناصر محمود غنی صاحب جو اپنی ذات میں خود ایک تنظیم ہیں اپنی انتھک دعوتی سرگرمیوں کے نتیجہ میں تقریباً ایک لاکھ کی آبادی کے قصبہ جلال پور جٹاں میں اس حد تک معروف ہیں کہ اگر انہیں خط لکھنا ہو تو لفافے پر صرف ان کے نام کے آگے شہر کا نام لکھنے سے ہی خط ان تک پہنچ جاتا ہے۔ علاوہ ازیں شہر کی تمام دینی و مذہبی جماعتوں اور رفاہی و فلاحی تنظیموں کے کارکن اور عہدیدار بھی ان کے نام اور دعوتی کام سے پوری طرح آگاہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے "ڈپلومہ ان بیسک قرآنک ایجوکیشن" کے نام سے ۱۰/ جون تا ۱۰/ اگست ایک دو ماہی پروگرام کا آغاز کیا تو مختلف عمر اور طبقہ ہائے فکر سے تعلق رکھنے والے احباب اور خواتین نے ان کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس پروگرام میں شرکت کی۔ اس پروگرام کا دورانیہ روزانہ دو گھنٹے (صبح ساڑھے سات بجے تا ساڑھے نو بجے تک) کا ہوتا تھا جس میں راقم اور ناصر غنی صاحب نے تجوید و قرآنی الفاظ کا ترجمہ' انبیاء کرامؑ اور صحابہؓ کے حالات زندگی اور دیگر دینی موضوعات پر گفتگو کی' علاوہ ازیں اس پروگرام میں تیسواں پارہ مع ترجمہ و تجوید پڑھایا گیا اور نماز کا ترجمہ اور تجوید کی درستگی کرائی گئی۔ دوران کورس مختلف موضوعات پر ہفتہ وار خصوصی لیکچرز کا اہتمام بھی کیا گیا جس میں عظمت قرآن' نیکی کا قرآنی تصور' حقیقت ایمان' حقیقت جہاد' حقیقت و اقسام شرک' نبی اکرمؐ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں' دین اور مذہب میں فرق' دینی فرائض کا جامع تصور اور خواتین کے دینی فرائض جیسے اہم موضوعات پر ناصر غنی کے علاوہ شاہد اسلم' شمس العارفین اور مرزا ندیم بیگ نے خطاب کیا۔ کورس میں شروع سے کل ۹۸ احباب اور خواتین نے شرکت کی جن میں سے بعد ازاں ذاتی وجوہات کی بنا پر کچھ شرکاء درمیان سے چھوڑ گئے۔ اختتام تک ۲۷ مرد اور ۲۷ خواتین شریک رہیں۔ اس طرح کامیابی سے کورس مکمل کرنے والے کل شرکاء کی تعداد ۵۴ رہی۔ ۱۴/ اگست کو شام پانچ بجے ناظم حلقہ کی موجودگی میں ایک سادہ اور پروقار تقریب منعقد کی گئی جس میں شرکت کرنے والے احباب میں امیر تنظیم اسلامی گجرات احمد علی بٹ صاحب نے اور خواتین میں محترم بیگم سید اشرف علی صاحبہ نے اسناد اور انعامی کتب تقسیم کیں۔ اس موقع پر راقم نے شرکاء کورس کے سامنے آنے والے دینی فرائض کے تصور کے حوالے سے موجودہ حالات میں ان کی ذمہ داریوں کو واضح کرنے کے ساتھ ساتھ انہیں جماعتی نظم میں منسلک ہو کر دین کے ہمہ گیر پیغام کو دوسروں تک پہنچانے اور اس کے بالفعل غلبہ و قیام کے لئے جدوجہد کرنے کی پرزور دعوت دی۔ کورس کے شرکاء خصوصاً خواتین نے اسے کافی سراہا اور آئندہ بھی ایسے کورسز کے وقتاً فوقتاً انعقاد پر زور دیا۔ اللہ سے دعا ہے کہ اس کورس کے شرکاء میں دین پر عمل پیدا ہونے کا جو جذبہ ابھرا ہے اسے برقرار رکھے اور انہیں عملی زندگی میں حقیقی مجاہد فی سبیل اللہ بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

رپورٹ : عبدالرؤف' گجرات

پنڈی گھیپ میں دعوتی سرگرمیاں

ناظم حلقہ ماہانہ درس قرآن پاک کے سلسلہ میں ۷/ اگست کو پنڈی گھیپ (ضلع اٹک) تشریف لائے۔ بعد نماز مغرب دفتر تنظیم اسلامی پنڈی گھیپ میں درس قرآن کا پروگرام ہوا۔ انہوں نے سورۃ قیامہ کی آیات کی روشنی میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ دعوت دین پر روشنی ڈالی۔ درس کے اختتام پر مختصر تعارفی نشست منعقد ہوئی۔ بعد نماز عشاء مقامی رفقاء نے "دعوت دین کیوں ضروری ہے؟" کے موضوع پر تبادلہ خیال کیا۔

تنظیم اسلامی راولپنڈی کینٹ کا
ایک روزہ دعوتی کیمپ

تحریکوں اور تنظیموں کی جلا اور ان کے تعارف کی تشہیر کو سب سے بڑا ہتھیار سمجھا جاتا ہے کسی اسلامی تحریک کے لئے اگرچہ اسوۂ رسول سے بڑھ کر کوئی اور راستہ ہو ہی نہیں سکتا کہ محمد رسول اللہ نے احد کے پہاڑ سے لے کر طائف کی گلیوں تک قولوا لا الہ الا اللہ کی صدا لگائی اور پھر اسی کے نتیجے میں ایک انقلاب برپا ہوا۔ ہمارے لئے بھی یہی اسوۂ محمدی مشعل راہ ہے۔

۱۴ / اگست ۱۹۹۷ء کو پاکستانی قوم نے گولڈن جوبلی کا سال منایا۔ تنظیم اسلامی راولپنڈی کینٹ کا مسلمانان پاکستان کو دینی ذمہ داریوں سے آگاہ کرنے کے لئے دعوتی کیمپ کا انعقاد کیا۔ یہ کیمپ صبح ۹ بجے سے نماز مغرب تک حق کے متوالوں کو خیر کی طرف بلاتا رہا

○ کیمپ میں امیر محترم کی کتاب کا سٹال لگایا گیا۔

○ پمفلٹ پاکستان کیوں بنا' اب کیا ہونا چاہئے؟

○ ایک دوسرا پمفلٹ "تنظیم اسلامی چند سوالات کی روشنی میں" عوام الناس میں تقسیم کیا گیا۔

○ امیر محترم کی تقریر بعنوان استحکام پاکستان بذریعہ ویڈیو کیسٹ کیمپ میں دکھانے کا بندوبست کیا گیا۔ بعد ازاں "خطبات خلافت" کی تقریر بذریعہ ویڈیو دکھائی گئی۔

دعوتی کیمپ سے جہاں تنظیم اسلامی کی دعوت کو بڑھانے میں مدد ملی وہاں اس راہ کے مسافروں میں بھی ہمت و حوصلہ پیدا ہوا۔ عین مغرب سے پہلے تو کیمپ میں خوب گہما گہمی رہی۔ جناب رفیق تنظیم محمد ازرم بھٹی صاحب اور طارق محمود صاحب کی محنت اور قربانی سے یہ پروگرام کامیابی سے تکمیل کو پہنچا جبکہ دیگر رفقاء کی محنت بھی قابل رشک رہی۔ (رپورٹ: چوہدری اشتیاق حسین' راولپنڈی)

یوم آزادی کے موقعہ پر امر بالمعروف و نہی عن المنکر باللسان کا ایک انداز

فیصل گارڈنز فیصل آباد میں دنیا کے بلند ترین کیک کی نمائش کی تشہیر کے لئے STN فیصل آباد کے تعاون سے چوک عبداللہ پور سے لے کر فارسٹ پارک تک روشنیوں کے بندوبست پر بے انتہا وسائل کا اسراف اور ناچ رنگ کا پروگرام چند پراپرٹی ڈیلروں کے ایماء پر کیا گیا تاکہ علاقہ میں قائم نجی رہائشی سکیموں کی تشہیر ہو سکے۔ اگرچہ ہم اس ہلے گلے کو روکنے میں کامیاب نہیں ہو سکے تاہم ہم نے جو اقدام کئے وہ یہ تھے۔

☆ اس روٹ یعنی کمپنی باغ سے چوک عبداللہ پور تک ۵ عدد بینرز انتہائی نمایاں مقامات پر آویزاں کئے گئے جن پر یہ عبارات درج تھیں۔

(ا) آج کے دن عہد کیجئے کہ زندگی کے ہر معاملے میں اللہ اور رسول کی مانیں گے۔

(ب) یوم آزادی کا پیغام' سچی توبہ اور شعوری ایمان

(ج) قتل و غارت' دھماکے عوام پریشان' غور کریں کیا یہی ہے مقصد قیام پاکستان

☆ رہائشی آبادیوں میں پانچ سو کی تعداد میں پوسٹر چسپاں کئے گئے۔ جن میں عوام کو آزادی کے تقاضوں کی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کی گئی۔

☆ شہری انتظامیہ جس کی زیر نگرانی میں یہ کام ہو رہا تھا' سے ملاقات کر کے انہیں تذکیری خط پیش کیا گیا جس میں یہ مطالبہ بھی موجود تھا کہ وہ ناچ رنگ کے پروگرام کو فوری طور پر منسوخ کریں۔ انہوں نے وعدہ کیا کہ وہ اپنی نگرانی میں سوائے بچوں کے پروگرام کے موسیقی کا کوئی پروگرام نہیں ہونے دیں گے۔

ایک ذمہ دار افسر نے ایک بڑے پراپرٹی ڈیلر کی نشاندہی کی کہ وہ موسیقی کے پروگرام کو سپانسر کر رہا ہے۔ چنانچہ موصوف کی خدمت میں حاضر ہو کر انہیں اس سے باز رہنے کی درخواست کی اور اس کے گھناؤنے نتائج سے خبردار کیا گیا۔

☆ وزیر اعلیٰ پنجاب کے پرسنل سیکرٹری کو فون پر فیصل آباد میں ہونے والے وسائل کے ضیاع اور بے شرمی کے پروگراموں کے خلاف احتجاج ریکارڈ کروایا گیا اور درخواست کی گئی کہ وہ اس کو روکنے کے لئے اپنے اختیارات کا استعمال کریں۔

رپورٹ : محمد رشید عمر' امیر حلقہ پنجاب غربی

اسرہ ٹینچ بھاٹہ راولپنڈی کینٹ کا دعوتی اجتماع

۱۱ / اگست کو بعد نماز مغرب راقم کے گھر دعوتی اجتماع منعقد ہوا۔ درس قرآن اسرہ کمال آباد کے نقیب چوہدری اشتیاق حسین نے دیا۔ انہوں نے سورۂ رعد کی آیات ۲۳ تا ۲۸ کا انتخاب کیا۔ تقریباً ۱۲ نوجوان ہماری اس محفل میں شریک ہوئے۔ انہوں نے آیات کی روشنی میں کہا کہ اللہ سے کئے گئے عہد سے پھر جانے کی سزا ملک کے دولخت ہونے کی صورت میں ملی اور دین حق کے غلبے کی ذمہ داری ادا نہ کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی وجہ سے سزا کے مسلسل کوڑے ہم پر برس رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم اپنے کردار کو مثالی رنگ میں ڈھالیں اور انفرادی اور اجتماعی سطح پر اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کریں۔ نظام خلافت کے لئے کوشاں ہوں تاکہ ہماری دنیا و آخرت سنور سکے۔ پروگرام کے آخر میں سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ (رپورٹ : طارق محمود راولپنڈی کینٹ)

تنظیم اسلامی لاہور شمالی کا تنظیمی اجتماع

۱۷ / اگست کو مرکزی دفتر تنظیم اسلامی گڑھی شاہو لاہور میں ماہانہ تنظیمی اجتماع کا آغاز لاہور شمالی کے امیر جناب اقبال حسین کے درس قرآن سے ہوا' فیاض حکیم صاحب ناظم ذیلی حلقہ لاہور بھی موجود تھے۔

سورہ الشوریٰ کی آیت نمبر ۱۳ کے حوالے سے فرضیت اقامت دین اور اس کی راہ میں حائل رکاوٹ کا تذکرہ کرتے ہوئے اقبال حسین صاحب نے اس حقیقت کو اجاگر کیا کہ نظام خلافت کے قیام کی جدوجہد ہر مسلمان کے لیے فرض اولین کی حیثیت رکھتی ہے۔ لفظ دین کی وضاحت کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ دین محض پوجا پاٹ کا مجموعہ نہیں ہے بلکہ مکمل ضابطہ حیات کے طور پر جملہ معاملات زندگی پر محیط ہے۔ چنانچہ زیر درس آیت کی رو سے ایمان حقیقی کا تقاضا ہے کہ ہم اپنی تمام صلاحیتوں کو اعلائے کلمتہ اللہ کی خاطر کھپا دیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ دین کا جامع تصور بھی ہم پر واضح ہو اور ہمارے موجودہ مشاغل میں بھی سر مو فرق واقع نہ ہو۔

نجیب اللہ خان صاحب معتمد تنظیم کی علالت کے باعث ماہانہ رپورٹ راقم نے پیش کی۔ فیاض حکیم صاحب نے اولاً شریک رفقاء سے طبع شدہ فارم پر تلاوت قرآن مجید کا معمول اور ادائیگی پنجگانہ نماز کے کالم پر کروائے۔ ثانیاً ندائے خلافت کی زینت بننے والے مضمون سے منتخب حصے بابت "نظم جماعت کی اہمیت" پڑھ کر سنائے۔

رپورٹ : محمد طارق جاوید

اسرہ کمال آباد راولپنڈی کینٹ کا دعوتی اجتماع

۱۵ / اگست کو بعد نماز مغرب رفیق تنظیم جناب بشیر محمد شاہ صاحب کے ہاں ماہانہ دعوتی اجتماع کا انعقاد ہوا۔ اس اجتماع کے مقرر ہمارے رفیق تنظیم جناب محمد رفیق صاحب تھے جو اعلیٰ تعلیم یافتہ نوجوان ہیں۔ انہوں نے سورۂ صف کا درس دیا۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کو قول و فعل کا تضاد سخت ناپسند ہے۔ رب العزت بندۂ مومن کی یک رخی تصویر دیکھنا چاہتا ہے۔ دو رخے پن کی سزا یہ ہے کہ ذلت و رسوائی کا ٹیکہ ہمارے ماتھے پر لگ گیا کیونکہ اجتماعی سطح پر بھی ہماری تصویر کے دو رخ ہیں۔ پچاس سال قبل حاصل کیا گیا ملک اسی قول و فعل کے تضاد کی وجہ سے ہے آج تباہی و بربادی کے دہانے پر ہے۔

رسول اکرمؐ اور آپ کے ساتھیوں نے غلبہ دین کے لئے اپنا تن من دھن لگایا تو اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا کر دیا اور دین حق کو غالب کر کے ہمارے لئے نمونہ چھوڑ گئے کہ دین اسلام تو نبی اکرمؐ کی پیشین گوئیوں کے مطابق ان شاء اللہ پوری دنیا میں ضرور غالب ہو گا۔ لیکن میرا اور آپ کا اس میں کیا حصہ ہو گا؟ بالفاظ دیگر ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کیا جواب دیں گے۔ ہمارا فرض ہے کہ دنیا میں اسلام کا عادلانہ نظام قائم کرنے کی کوشش کریں۔ تاکہ اس دنیا سے ظلم کا خاتمہ ہو جائے۔ انہوں نے نظام خلافت کے مختلف گوشوں کی بھی وضاحت کی۔ آخر میں سوال و جواب کی نشست بھی ہوئی۔ (رپورٹ : چوہدری اشتیاق حسین)

تنظیم اسلامی ملتان شمالی کا چار روزہ دعوتی و تربیتی پروگرام

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں مسلمان بنایا اور مزید یہ کہ ہمیں دین کا صحیح فہم عطا فرمایا۔ چنانچہ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ دین کو اس کے اصل تصور کے ساتھ دوسروں تک پہنچائے۔ اسی مقصد کی خاطر تنظیم اسلامی ملتان شمالی کے زیر اہتمام یکم تا 4/ اگست ایک چار روزہ دعوتی و تربیتی پروگرام ترتیب دیا گیا۔ یہ پروگرام افادیت کے نقطہ نظر سے دو مختلف مساجد میں کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

حسب پروگرام یکم اگست بروز جمعہ کو رفقاء تنظیم کا قافلہ ملتان شمالی کے امیر محترم ڈاکٹر طاہر خاکوانی کی زیر قیادت صبح 9 بجے قرآن اکیڈمی ملتان سے مطلوبہ مقام جامع مسجد محمود آباد کالونی پہنچا۔ ڈاکٹر طاہر خاکوانی نے رفقاء کی تربیت کے ضمن میں صحابہ کرامؓ کی سیرت کا مطالعہ کرایا۔ مولانا یوسف اصلاحی کی کتاب "شعور حیات" کے علاوہ آداب زندگی اور تنظیمی لٹریچر کا بھی مطالعہ کیا گیا۔ مزید یہ کہ مسنون دعائیں بھی یاد کرائی گئیں۔

خطاب جمعہ میں محترم ڈاکٹر طاہر خاکوانی نے ربیع الاول کی مناسبت سے "آنحضورؐ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں" کے موضوع پر خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ محض عشق رسولؐ کے بلند بانگ دعوے کر کے جلسے کرنے اور جلوس نکال کر ہم یہ سمجھ بیٹھتے ہیں کہ ہم نے آنحضورؐ کے امتی ہونے کا حق ادا کر دیا۔ اپنے آپ کو آنحضورؐ کا امتی کہلانے اور عشق رسولؐ کے تقاضے پورے کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم قرآن و سنت کی روشنی میں آنحضورؐ کے ساتھ اپنے تعلق کو صحیح بنیادوں پر استوار کریں۔ اس کے لئے شرط اولین یہ ہے کہ سچے دل سے آپؐ پر ایمان لایا جائے اور ان کی تصدیق کی جائے۔ دوسری یہ کہ آپؐ کی توقیر و تعظیم کی جائے۔ تیسری یہ کہ آنحضورؐ کی نصرت و حمایت کی جائے یعنی جو دین آپؐ لائے ہیں اس کو قائم کرنے کی جدوجہد میں شریک ہوا جائے۔ اور آخری یہ کہ جو نور ہدایت یعنی قرآن مجید آپؐ پر نازل ہوا اس کا اتباع اور پیروی کی جائے۔

نماز جمعہ کے بعد تحریک تکمیل دستور اسلامی کے سلسلے میں مرکز سے شائع شدہ کارڈ پر لوگوں سے دستخط بھی کروائے گئے۔ یہ ذمہ داری جناب شہباز نور اور جناب بلال احمد پر ڈالی گئی جسے انہوں نے بڑے احسن انداز میں نبھایا۔ بعد نماز عصر رفقاء نے دو گروپوں میں گشت کیا اور لوگوں کو درس قرآن میں شرکت کی دعوت دی۔ اس مسجد میں منتخب نصاب کے سلسلہ وار درس کا آخری درس سورۂ حدید پر مبنی تھا۔ آپ نے نہایت جامعیت کے ساتھ یہ باور کروایا کہ محض نماز روزے کی ادائیگی سے ہماری دینی ذمہ داریاں پوری نہیں ہو جاتیں بلکہ سورہ حدید کی رو سے انبیاء کرام کے بھیجے جانے کا مقصد ایک عادلانہ نظام کا قیام ہے اور ختم نبوت کے بعد اب یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ نظام خلافت کے قیام کے لئے جدوجہد کی جائے۔ آخر میں سوال و جواب کی نشست منعقد ہوئی۔

اگلے دن دو اگست کو نماز فجر کے بعد رفیق تنظیم جناب کفایت اللہ نے سورۂ انفطار پر مختصر درس دیا۔ حسب سابق آٹھ بجے تربیتی پروگرام کا آغاز ہوا۔ اس روز مطالعہ کتب کے ساتھ ساتھ رفقاء کو اظہار خیال کا موقع بھی دیا گیا۔ بعد نماز مغرب محترم ڈاکٹر طاہر خاکوانی نے "دینی فرائض کے جامع تصور" کے عنوان سے خطاب کیا۔ انہوں نے بندۂ مومن کے فرائض کا ذکر کیا اور کہا کہ عبادت رب، دعوت و تبلیغ اور اقامت دین کی جدوجہد 'مکہ کی گلیوں' طائف کے بازار اور مدنی زندگی میں غزوات و سرایا اس کے زندہ جاوید ثبوت ہیں' خلفائے راشدین کا سنہری دور بھی اسی کا گواہ ہے۔ بعد نماز عشاء قافلہ عثمان آباد کالونی کی جامع مسجد عثمان پہنچا۔ تیسرے دن نماز فجر کے بعد رفیق تنظیم جناب شہباز نور نے سورۂ انفطار پر مختصر درس دیا۔ 8 بجے سے نماز ظہر تک تربیتی پروگرام جاری رہا۔ رفقاء نے نماز عصر پانچ مختلف مساجد میں ادا کی۔ تنظیم کے تعارف کے حوالے سے دو ورقہ تقسیم کیا' بعد ازاں رفقاء نے دعوتی گشت کیا۔ دوران گشت دو ورقہ تقسیم کرنے کے ساتھ ساتھ احباب کو درس قرآن میں شرکت کی دعوت دی گئی۔

بعد نماز مغرب محترم ڈاکٹر صاحب نے سورۃ الحج کی آخری دو آیات پر درس دیتے ہوئے کہا کہ اگر ہم ایمان اور عمل صالح یعنی جہاد کے تقاضے پورے کریں گے تو اسی صورت میں ہمیں آخرت میں کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔ انہوں نے دین اور مذہب کے فرق کو واضح کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس لئے بطور امت چنا ہے کہ ہم لوگوں پر دین کی گواہی دیں اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ ہم قرآن مجید کو اپنا امام بنالیں۔

چوتھے اور آخری دن 4/ اگست کو نماز فجر کے بعد رفیق تنظیم جناب اقرار الحق نے سورۂ عنکبوت کی چند آیات کا درس دیا' موصوف قرآن کالج لاہور کے گریجویٹ ہیں۔ آٹھ بجے سے نماز ظہر تک حسب معمول تربیتی سرگرمیاں جاری رہیں۔ عصر تا مغرب گشت کیا گیا اور لوگوں کو درس قرآن میں شرکت کی دعوت دی گئی۔ بعد نماز مغرب امیر قافلہ نے "مسلمانوں کی موجودہ پستی کے اسباب اور سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں اس کا حل" کے موضوع پر گفتگو کی۔ آپ نے کہا کہ آج امت مسلمہ قرآن سے دوری کی بنا پر زوال کا شکار ہے۔ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں اس زوال سے نکلنے کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ ہم اپنے ملک میں نظام خلافت نافذ کریں۔ بعد نماز عشاء اجتماعی دعا کی گئی یوں چار روزہ دعوتی و تربیتی پروگرام کا اختتام ہو گیا۔ اس پروگرام میں مجموعی طور پر 15 رفقاء نے شرکت کی' جن میں سے 8 رفقاء کل وقتی جب کہ دو رفقاء جزوی طور پر شریک رہے۔ دونوں مساجد میں محترم ڈاکٹر طاہر خاکوانی کے دروس قرآن پہلے سے منعقد ہوتے ہیں لیکن اس پروگرام کے بعد لوگوں کو تنظیم کی فکر کو سمجھنے میں کافی مدد ملی۔ (رپورٹ : محمد طارق ستار' ملتان)

اعجاز الحق اور تکمیل دستور خلافت مہم

تنظیم اسلامی پاکستان کے پلیٹ فارم سے تکمیل دستور خلافت کی مہم گزشتہ چند ماہ سے جاری ہے اس سلسلہ میں امیر تنظیم ڈاکٹر اسرار احمد کی تین مرتبہ وزیر اعظم نواز شریف صاحب سے ملاقات ہوئی۔ دیگر علاقوں کی طرح پشاور کے رفقاء نے بھی اس مہم میں بھرپور حصہ لیا اور اپنی مقدور بھر استطاعت اس مہم میں لگائی۔ 4/ اگست کو مسلم لیگ کے سینئر نائب صدر اور قومی اسمبلی کے ممبر جناب اعجاز الحق پشاور تشریف لائے۔ صبح کے اوقات میں انہوں نے جامعہ اشرفیہ کی پشاور برانچ کے مہتمم جناب مولانا محمد اشرف قریشی صاحب کی دعوت پر طلباء سے خطاب کیا۔ اعجاز الحق کے ہمراہ محترم احمد رضا قصوری بھی تھے۔ راقم جامعہ اشرفیہ پہنچا اور مولانا محمد یوسف قریشی کے مشورے سے اعجاز الحق کو تکمیل دستور خلافت کی کارڈ مہم کا تعارف کرایا۔ قرارداد کا مطالعہ کرنے کے بعد اعجاز الحق نے کہا کہ 4 بجے نشتر ہال میں ضیاء الحق فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام ایک کنونشن ہو رہا ہے آپ وہاں آکر اس قرارداد کو پیش کریں وہاں ہم اس کو منظور کریں گے۔ راقم حسب وعدہ تنظیمی ساتھیوں کے ہمراہ نشتر ہال پہنچ گیا۔ ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ مسلم لیگی زعماء نے اپنے اپنے انداز میں مرحوم ضیاء الحق کو خراج تحسین پیش کیا۔ جناب احمد رضا قصوری کا خطاب نہایت اہم تھا جس میں انہوں نے تحریک پاکستان کے محرکات کو بیان کیا اور کہا کہ پاکستان نفاذ اسلام کے لئے بنا تھا اور اگر یہاں اسلامی نظام نافذ نہ ہوا تو وہ مقصد حاصل نہ ہو گا جس کے لئے لاکھوں قربانیاں دی گئیں ہیں۔ ان کے خطاب کے بعد راقم کو قرارداد پڑھنے کا موقع دیا گیا۔ دوران قرارداد حاضرین نے جوش جذبات میں تالیاں بھی بجا دیں' بہرحال حاضرین نے ہاتھ اٹھا کر قرارداد کی تائید کی' اعجاز الحق اور دوسرے زعماء بھی اس میں شامل تھے۔ اس کے بعد اعجاز الحق کا خطاب تھا مہمان خصوصی نے ملک میں اسلامی نظام کی ضرورت واہمیت پر گفتگو کی اور وعدہ کیا کہ وہ اس سلسلہ میں بھرپور کوشش کریں گے۔ راقم نے پہلے ہی اعلان کر دیا تھا کہ یہ کارڈ ہال کے باہر سے لے کر نام و پتہ لکھ کر واپس کر دیں یا خود پوسٹ کر دیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تقریباً ایک ہزار سے زائد لوگوں نے کارڈ حاصل کئے۔ ایک وقت میں تو عالم چھینا جھپٹی کا بھی رہا۔ بہت سے لوگوں نے دستخط کر کے کارڈ واپس بھی کئے اور کافی تعداد میں اپنے ساتھ بھی لے گئے تاکہ خود ٹکٹ لگا کر بھجوا سکیں۔

رپورٹ : وارث خان' امیر تنظیم اسلامی پشاور

دعوتی کیمپ' بسلسلہ ۱۴/اگست

تنظیم اسلامی راولپنڈی کینٹ' جناب رؤف اکبر کی قیادت میں ایک متحرک اور فعال شکل اختیار کر چکی ہے۔ یوم آزادی کی مناسبت سے ۱۴/اگست ۱۹۹۷ء کو راولپنڈی کینٹ کے رفقاء نے ایک بارونق چوک (۲۲ نمبر چونگی) میں دعوتی کیمپ کا اہتمام کیا کیمپ میں دعوتی کام کو یوں علمی جامہ پہنایا گیا:

کیمپ میں مکتبہ کا اہتمام کیا گیا جس میں لوگوں نے دلچسپی کا اظہار کرتے ہوئے کئی کتب خریدیں۔

ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کے ویڈیو کیسٹس بعنوان استحکام پاکستان اور خطبات خلافت سنائے گئے۔

عوام الناس کو دعوتی کیمپ میں متوجہ کرنے کے لئے جناب طلعت پاشا اور محمد شفیق نے انتہائی پرجوش اور موثر انداز میں لاؤڈ سپیکر پر تنظیم اسلامی کا دعوتی پیغام پہنچایا۔

رفقاء نے یوم آزادی کی مناسبت سے تیار کردہ پمفلٹ دکانداروں' راہگیروں اور مسافروں میں ایک ہزار کی تعداد میں تقسیم کیا۔ دعوتی کیمپ صبح ساڑھے آٹھ بجے سے شروع ہو کر مغرب کے بعد تک جاری رہا۔

(رپورٹ : بشیر محمد شاد' معتمد تنظیم اسلامی راولپنڈی کینٹ)

تین سال بعد......!

صدر کارٹر نے اپنی صدارت کے دوران ماہرین کو ایک رپورٹ تیار کرنے کو کہا تھا جس سے یہ اندازہ کیا جا سکے کہ سن 2000ء میں دنیا میں موجود وسائل کی صورتحال کیا ہو گی۔ ایک حالیہ رپورٹ (جون 1997ء) میں جو اعداد و شمار دیئے گئے ہیں وہ کچھ یوں ہیں :

1۔ دنیا کی آبادی 5,844,344,677 (لگ بھگ 5.84 ارب)
2۔ پروٹین پر مبنی غذائیں مزید 8 سال فراہم رہ سکیں گی۔
3۔ بغیر پروٹین کے غذائیں مزید 39 سال فراہم رہ سکیں گی۔
4۔ مختلف نوع کے 104 جانور' پودے اور کیڑے مکوڑے ہر روز معدوم ہوں گے۔
5۔ 9 سال میں ایک تہائی مختلف نوع کے جانور' پودے اور کیڑے مکوڑے معدوم ہو جائیں گے۔
6۔ 3 سال میں خام تیل کی نصف مقدار ختم ہو جائے گی۔
7۔ 23 سال میں 80 فیصد خام تیل ختم ہو جائے گا۔
8۔ قطب جنوبی پر 70 فیصد اوزون (Ozone) باقی نہیں رہے گی۔
9۔ 60 سال میں کاربن ڈائی آکسائیڈ کی مقدار دوگنی ہو جائے گی۔
10۔ پانی کی دستیابی : 10 ہزار کیوبک میٹر فی کس فی سال۔ (اس میں وہ پانی بھی شامل ہے جو استعمال کے قابل نہیں ہو گا)

اگر یہ اعداد و شمار درست ہیں تو آئندہ جنگ تیل پر نہیں' پانی پر ہو گی۔

(دی ریویو' ڈان۔ ۳۱ جولائی تا ۶/اگست ۱۹۹۷ء)

اعلان داخلہ

قرآن کالج لاہور

زیر اہتمام : مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور' صدر موسس : ڈاکٹر اسرار احمد

"یک سالہ رجوع الی القرآن کورس"

تعلیم یافتہ حضرات کے لئے علم قرآن سیکھنے کا نادر موقع
نصاب : عربی' منتخب نصاب قرآن' تجوید' تحریکی لٹریچر' اصول فقہ' اصول حدیث و مطالعہ حدیث

- کم سے کم تعلیمی قابلیت : بی اے
- فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ : 27 ستمبر 97ء
- انٹرویوز : 29 ستمبر 97ء۔ صبح 00 : 9 بجے کالج کیمپس میں
- آغاز کلاس : یکم اکتوبر 97ء۔ ہاسٹل کی سہولت موجود ہے

بی اے (دو سالہ کورس)

پنجاب یونیورسٹی کے نصاب تعلیم کے ساتھ ساتھ عربی' تجوید' ترجمہ و تفسیر قرآن اور کمپیوٹر کی لازمی تدریس' سنجیدہ ماحول اور بامقصد تعلیم

- فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ : 20 ستمبر 97ء
- انٹرویوز : 22 ستمبر 97ء۔ صبح 00 : 9 بجے کالج کیمپس میں
- آغاز کلاس : 24 ستمبر 97ء۔ ہاسٹل کی سہولت موجود ہے
- نتیجہ کے منتظر طلبہ بھی درخواست دے سکتے ہیں

رابطہ و پراسپکٹس : 191۔ اتاترک بلاک نیو گارڈن ٹاؤن لاہور فون : 5833637

غیبت ـــــ ایک سنگین اخلاقی برائی

یہ ایک حقیقت ہے کہ جھوٹ کی طرح غیبت کا مرض بھی عام ہو چکا ہے۔ آپ کو مشاہدہ سے معلوم ہو گا کہ عوام و خواص' چھوٹے بڑے' جاہل و عالم سب اس مرض میں مبتلا نظر آتے ہیں۔ کوئی جماعت' کوئی سوسائٹی اس سے خالی نہیں۔ آپ کسی مجلس میں نکل جائیں' اکثر لوگوں کو دوسروں کی غیبت کرتا ہوا پائیں گے' بلکہ آج جس طرح چائے کو مجلس کا لازمہ سمجھا جاتا ہے ایسے ہی غیبت کے بغیر مجلس میں کیف و نشاط پیدا نہیں ہوتا۔ اگر مجلس سے چائے کو نکال دیا جائے تو وہ روکھی سوکھی رہ جاتی ہے اسی طرح مجلس سے غیبت کو نکالا جائے تو وہ بے رونق اور بے مزہ ہو کر رہ جاتی ہے۔ علاوہ ازیں غیبت کو جھگڑے اور فساد میں وہی درجہ حاصل ہے' جو پانی کو پودوں کی پرورش میں ہوتا ہے۔ چنانچہ اکثر دو آدمیوں کے درمیان اختلاف غیبت سے پیدا ہوتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خصلت کی بڑی مذمت کی ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا تمہیں معلوم ہے کہ غیبت کسے کہتے ہیں؟" صحابہ کرامؓ نے عرض کیا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسولؐ ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: تمہارا اپنے بھائی کے متعلق ایسی باتیں کرنا غیبت ہے جنہیں وہ پسند نہیں کرتا۔ ایک شخص نے سوال کیا اگر میرے بھائی میں وہ عیب موجود ہو جو میں بیان کروں تو کیا یہ غیبت ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں کسی کے عیب کو بیان کیا جائے تو یہ غیبت ہے اور اگر کسی کے بارے میں ایسی بات کہی جائے جو اس میں نہ ہو تو یہ بہتان اور الزام ہے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہو گا تو غیبت کرنے والا اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا کیا جائے گا۔ خدا تعالیٰ اس کی کتاب اٹھائے گا تو کوئی نیکی اس میں موجود نہ ہو گی۔ وہ کہے گا یہ میری کتاب نہیں میں نے تو اطاعتیں کی تھیں اور یہاں کچھ نہیں۔ جواب ملے گا کہ تیرا عمل لوگوں کی غیبت کرنے کی وجہ سے جاتا رہا۔ دوسرا شخص کھڑا کیا جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی کتاب اٹھائے گا' اس میں اطاعت دیکھی جائے گی جو اس نے کبھی نہیں کی۔ وہ کہے گا یہ میری کتاب نہیں' میں نے یہ عمل نہیں کیا۔ کہا جائے گا کہ فلاں شخص نے تیری غیبت کی تھی اس کی نیکیاں تجھ کو دے دی گئیں ہیں۔

مشہور فقیہ ابوالیلثؒ نے کہا ہے کہ جس شخص میں سات خصلتیں ہوں اس پر خدا کی رحمت نازل نہ ہو گی۔ (۱) مال جمع کرنا (۲) زیادہ ہنسنا (۳) بلاوجہ کسی پر الزام لگانا (۴) غیر محرم پر نظر ڈالنا (۵) شہوتوں میں غرق رہنا (۶) تکبیر اولیٰ فوت کر دینا (۷) غیبت کرنا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص غیبت کرے اور اپنے استاد کی تحقیر کرے تو اللہ تبارک تعالیٰ اس کو بارہ مصیبتوں میں مبتلا کرے گا۔

(۱) جو پڑھا ہو بھول جائے گا۔ (۲) اس کا رزق جاتا رہے گا۔ (۳) اس کی عمر کم ہو گی۔ (۴) نیک لوگوں کی علامت اس کے چہرے سے دور ہو جائے گی۔ (۵) اطاعت کی اس کو توفیق نہیں ہو گی۔ (۶) شیطان کے مکر میں ہمیشہ غرق رہے گا۔ (۶) اس کا قلب حاضر نہ ہو گا (۷) نزع کے وقت اس کی زبان بند ہو جائے گی۔ (۹) دنیا سے بے ایمان نکلے گا۔ (۱۰) اس کی قبر میں تنگی ہو گی یہاں تک کہ اس کی پسلیاں مختلف ہو جائیں گی۔ (۱۱) فاسقوں کے گروہ میں اس کا حشر ہو گا۔ (۱۲) دوزخ میں باقی رہے گا۔

رسول اکرمؐ نے فرمایا ہے کہ آدمی کے نفس میں چار جوہر ہیں اور ان کو چار چیزیں زائل کر دیتی ہیں' وہ یہ ہیں: عقل' دین' حیا اور نیک عمل اور جو ان کو زائل کرنے والی ہیں' وہ یہ ہیں: غصہ عقل کو زائل کر دیتا ہے اور فرائض ترک کرنا دین کو زائل کر دیتا ہے۔ غیبت عمل صالح کو دور کر دیتی ہے۔

حضرت علیؓ ابن ابی طالب سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ غیبت سے بچو کیونکہ اس میں پانچ سزائیں ہیں: (۱) اس کے چہرے سے روشنی اٹھالی جائے گی (۲) اس کی دعا قبول نہ ہو گی (۳) عبادت قبولیت کا درجہ نہ حاصل کر سکے گی (۴) اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اگلے دھڑ کو پیچھے کر دے گا (۵) وہ فرعون اور شداد کے ساتھ دوزخ میں رہے گا۔

حضرت علیؓ نے حضورؐ سے روایت کی ہے کہ غیبت کے واسطے دنیا میں لذت اور قیامت میں اس دن مرتکب دوزخ میں ڈالا جائے گا۔

حضرت حسن بصریؒ سے ایک آدمی نے کہا کہ فلاں شخص نے آپ کی غیبت کی ہے۔ انہوں نے ایک طبق چھوہاروں کا اس کی طرف بھیج دیا اور کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تو نے اپنی نیکیاں مجھے ہدیہ کر دی ہیں' یہ چھوہارے اس لئے آپ کی نذر ہیں۔

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: معراج کی رات ہم ایسی قوم پر گزرے جو اپنے پہلوؤں کا گوشت کاٹ کر نگل جاتے تھے اور انہیں کہا جاتا کہ کھاؤ جو تم دنیا میں اپنے بھائی کا گوشت کھاتے تھے۔ میں نے کہا کہ اے جبرئیل یہ کون ہیں' عرض کیا آپؐ کی امت میں سے عیب ڈھونڈنے والے اور غیبت کرنے والے لوگ ہیں۔

آج صورت حال یہ ہے کہ لوگ مسجد میں بیٹھ کر بھی غیبت کرنے سے دریغ نہیں کرتے اور ستم بالائے ستم یہ کہ لوگ غیبتوں کو پورے شوق اور توجہ سے سنتے ہیں' خوش ہوتے ہیں' نہ وہاں سے خود اٹھتے ہیں اور نہ دوسرے کو منع کرتے ہیں۔

شیخ سعدیؒ بلا کے ذہین اور محنتی تھے۔ وہ ہر سوال کا جواب اس خوبی سے دیتے تھے کہ استاد بھی سن کر حیران ہو جاتے تھے مگر اس کے ہم جماعت اس کی لیاقت پر حسد کرتے تھے۔ ایک دفعہ شیخ سعدیؒ نے اپنے استاد سے شکایت کی کہ جماعت کے لڑکے میری قابلیت کو دیکھ کر حسد کرتے ہیں' دل ہی دل میں کڑھتے رہتے ہیں اور مجھے برا بھلا بھی کہتے ہیں۔ استاد صاحب بہت ناراض ہوئے اور کہنے لگے کہ تم اوروں کے شک اور حسد کی شکایت کرتے ہو مگر یہ بھی سمجھتے ہو کہ دوسروں کی غیبت کرنا بھی گناہ ہے۔

(بشکریہ اقراء ڈائجسٹ' تحریر: عبدالرزاق)

ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور
سی پی ایل نمبر: 127
جلد ۶' شمارہ ۲۹
سالانہ زر تعاون ۔/۱۲۵ روپے

پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس۔ ریلوے روڈ' لاہور
مقام اشاعت: ۳۶۔کے' ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: ۵۸۶۹۵۰۱۔۰۳

معاونین برائے مدیر:
○ مرزا ایوب بیگ ○ نعیم اختر عدنان
○ سردار اعوان
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

ہفتہ رفتہ کی خبریں

کنٹرول لائن پر شدید جھڑپیں'
○ گجرال کا آرمی چیف سے صلاح مشورہ

کنٹرول لائن پر بھارت کی جارحانہ گولہ باری اور پاکستان کی جوابی کارروائی سے شدید ترین جھڑپوں کا جو سلسلہ جمعہ کو شروع ہوا تھا وہ گزشتہ روز بھی جاری رہا تاہم اس میں کمی واقع ہو گئی۔ پاکستان نے اقوام متحدہ کے فوجی مبصرین سے بھارت کی جارحانہ کارروائی کی شکایت کی ہے اور یو این او کے سیکرٹری جنرل کو بھی رپورٹ بھیجی جائے گی۔ وائس آف امریکہ کا کہنا ہے کہ پاکستان اور بھارت میں حکام شدید لڑائی کی اطلاعات کے بارے میں نہایت متضاد بیانات دے رہے ہیں۔ پاکستان کے وزیر مملکت برائے امور خارجہ محمد صدیق کانجو نے وائس آف امریکہ کو بتایا کہ یہ جھڑپیں تعلقات کو بہتر بنانے کی کوشش کو نقصان پہنچا سکتی ہیں۔ بھارتی فوجی حکام نے دعویٰ کیا ہے کہ ۵۱ پاکستانی فوجی ہلاک ہوئے ہیں اور ۴۵ زخمی ہوئے ہیں۔ پاکستانی ذرائع نے ان خبروں کی تردید کی ہے کہ اس کے ۵۱ فوجی ہلاک ہوئے ہیں۔ (جنگ' 27/ اگست)

ریکارڈ بارش بے حساب بربادی' مزید ۵۴ ہلاک

پنجاب میں ریکارڈ بارشوں نے دوسرے روز بھی تباہی مچادی اور لاہور سمیت دیگر شہروں میں چھتیں گرنے' ڈوبنے اور دیگر حادثات میں 54 افراد ہلاک ہوئے۔ ہزاروں ایکڑ اراضی پر فصلیں تباہ ہو گئیں۔ لاہور اور نواحی علاقوں میں ہزاروں گھر زیر آب آ گئے اور بے شمار افراد اب بھی پانی میں گھرے ہوئے ہیں۔ سرکاری حکام کے مطابق ۴۰۰ دیہات زیر آب آ چکے ہیں۔ پنجاب کے تمام بڑے شہروں میں کاروبار زندگی معطل رہا۔ مارکیٹیں اور بازار بند رہے۔ موسلادھار بارش کے ساتھ طوفان بھی تھا جس سے بجلی کے کھمبے اور درخت ٹوٹ کر زمین پر آ گرے۔ بجلی کی رو بند ہونے سے پانی کی سپلائی منقطع ہو گئی جس سے شہری دوہرے عذاب میں مبتلا ہو گئے۔ (نوائے وقت' ۲۸/ اگست)

بھارت میں اگلی صدی کے خاتمہ تک
مسلمانوں کی اکثریت ہو جائے گی

لکھنؤ (ریڈیو نیوز) بھارتی جنتا پارٹی میں شامل ہندوؤں کی انتہاپسند تنظیم راشٹریہ سیوک سنگھ نے بھارتی مسلمانوں کو ہندو بنانے کی مہم چلانے کا اعلان کیا ہے۔ آر ایس ایس کے جنرل سیکرٹری ایچ وی شثاوری نے اس متنازعہ منصوبے کا اعلان اجودھیا میں کیا ہے جہاں ہندوؤں کی ایک اور بین الاقوامی تنظیم وشوا ہندو پریشد نئے ہندو مبلغین کے لئے تربیتی کیمپ قائم کر رہی ہے۔ بی بی سی کے مطابق مذہبی تبلیغ کے لئے بھرتی کئے جانے والے ہندوؤں سے خطاب کرتے ہوئے آر ایس ایس کے لیڈر شثاوری نے کہا کہ مسلمانوں کو دوبارہ ہندو بن جانا چاہئے۔ انہوں نے ہندو پجاریوں سے کہا کہ وہ "معاشرے کو پاک کرنے کے اس کام میں ان کی مدد کریں" ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت کے دوران نچلی ذات سے تعلق رکھنے والے بہت سے ہندو مسلمان ہو گئے تھے۔ شثاوری نے اپنے خطاب میں کہا کہ بھارت میں مسلمانوں کی اکثریت ہو جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ ایک لاکھ مسلمانوں کے لئے ایک کل وقتی ہندو مبلغ ہو گا۔ اب تک تین ہزار کل وقتی ہندو مبلغین بھرتی کئے جا چکے ہیں۔ (نوائے وقت' ۲۹/ اگست)

پاکستانی ہائی کمیشن میں گولڈن جوبلی کے موقع پر
پاکستانیوں کو سور کا گوشت کھلایا گیا

لندن۔ پاکستانی ہائی کمیشن کے برمنگھم قونصلیٹ کی طرف سے مقامی کنونشن سنٹر میں آزادی پاکستان کی گولڈن جوبلی تقریبات کے سلسلے میں دی گئی ضیافت میں انگریزوں کے ساتھ ساتھ پاکستانیوں کو بھی سور کے گوشت سے تیار کردہ رول کھلائے گئے۔ جس پر مسلمانوں خصوصاً پاکستانی حلقوں میں شدید ردعمل سامنے آ رہا ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے حوالے سے دیئے گئے سرکاری ظہرانے میں جن کی اکثریت ممتاز پاکستانی مرد و خواتین پر مشتمل تھی سور کا گوشت پیش کیا گیا۔ علماء کرام نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ اس مذموم حرکت اور غیر اسلامی فعل کا ارتکاب کرنے والوں کو کڑی سزا دی جائے۔ (نوائے وقت' ۳۰/اگست)

کشمیر پر ورکنگ گروپ بھارت وعدے سے مکر گیا

وزارت خارجہ پر اس حقیقت کے پوری طرح عیاں ہونے کے بعد کہ پاکستان سے مذاکرات کے حوالہ سے گجرال بھی دوسرے بھارتی وزرائے اعظم سے مختلف نہیں ہیں ابتدائی جوش و خروش اور تاثر دم توڑ گیا ہے کہ وہ کشمیر کے مسئلہ پر پاکستان سے کوئی معاہدہ کرنا چاہتے ہیں۔ مسئلہ کشمیر پر ورکنگ گروپ جس کے قیام پر رضامندی کو پاکستانی سرکاری میڈیا بڑی سرکاری کامیابی قرار دے رہا تھا ابھی تک نہیں بن سکا۔ درحقیقت اعلیٰ سفارتی حلقوں کے مطابق بھارت اس معاہدے سے مکر گیا ہے جو اس نے جون میں اسلام آباد میں سیکرٹری خارجہ کی سطح پر ہونے والے مذاکرات میں کشمیر پر ورکنگ گروپ قائم کرنے کے حوالے سے کیا تھا۔ (نوائے وقت' ۲/ ستمبر)

امیر تنظیم اسلامی و داعی تحریک خلافت پاکستان
ڈاکٹر اسرار احمد
کی کتب و تصانیف' اور دروس و تقاریر کی
آڈیو' ویڈیو کیسٹس
کی مکمل فہرست کا نیا ایڈیشن
فہرست 1997ء
شائع ہو گئی ہے اور مکتبہ انجمن سے حاصل کی جا سکتی ہے